إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

اخبار الحکم

نمبر ۱۸ و ۱۹ قادیان دارالامان مورخہ ۶ - ۱۳ جولائی سنہ ۱۸۹۸ء جلد اوّل

مکتوبات امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی و مخدومی جناب شیخ صاحب سلمہ الرحمن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

الحکم ۱۲ و ۱۳ پڑھا موجب رحمت ہوا۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اگر اخبار چھپنے کے بعد فوراً ہمیں پہنچ جایا کرے۔ تو موجب مشکوری ہو۔ کیونکہ اسکا طبیعت کو ہمیشہ انتظار رہتا ہے۔ ایک فارسی خط حضرت اقدس کا جو کہ مجھے برادر ظفر احمد صاحب رحمہ اللہ سے ملا ارسال خدمت کرتا ہوں۔ تاکہ درج اخبار کر کے اپنے لئے اور ہمارے لئے توشۂ ثواب جمع کریں۔

محمد صادق لاہور

وہو ہذا

بخدمت اخویم مولوی احمد الدین صاحب سلمہ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ آں مخلص رسید۔ واضح باد۔ کہ فتح باب رحمتِ الٰہی بہ یک طریقہ نیست۔ کسے را بہ روزہ و نماز مے کشند و دیگرے را بہ صدقہ و خیرات یا بہ عملے دیگر راہ مے دہند۔ غرض وسائل قبولیت بہ حضرت احدیت مختلف افتادہ اند و ایں احقر بہ تائید دین و قلع و قمع مذاہب شیاطین مامور است و ہم دریں کار و خدمت لذت و کشائش مے یابد و ہمیں سیرت را از دیگر کساں نیز دوست مے دارد۔ و میخواہد کہ زاہدان کوتہ بیں کہ بہ دلق خود سر و کار مے دارند۔ و از غریقانِ ضلالت و معصیت بکلی دست کشیدہ اند ہمچو انبیاء بتعلیم عباد اللہ مشغول شوند و از بہر اعلائے کلمۂ اسلام جان و مال و عزت و آسائش را فدا کنند کہ در حالت موجودہ زمانہ ہمیں اعظم عبادت است۔ بفکر خود مبتلا ماندن۔ و از فکر برادر خود بکلی رو تافتن نامردی و نا اہلی است۔ پس کار ہمیں است کہ ذکر یافت و ہم بدیں ماموریم۔ و خواہندیم کہ ہر کہ ہمراہ ما قدم زن [illegible] و مخفی نماند کہ مارا ہمیں خدمت سپردہ اند کہ [illegible] مخالفین دین متین مناظرہ و مجادلہ کنیم و بدیشان محبت الٰہی باتمام رسانیم و کسیکہ چنیں سیرتے و خصلتے ندارد گو زاہد باشد یا عابدے یا گوشہ نشینے یا چلہ کشے او را با ما مناسبتے ندارد و از ما نیست۔ و کل حزب بما لدیہم فرحون۔ و من ینصر اللہ ینصرہ

محمد مستحلکتلے عمر زا غلام احمد

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر چہارم

(سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۱۲ و ۱۳)

سورۃ البقرۃ رکوع دوم

جیسا ہم نے نمبر سوم میں ذکر کیا اس رکوع میں منافقوں کا ذکر شروع ہوا ہے۔

اقسام نفاق نفاق دو قسم کا ہوتا ہے اوّل اعتقادی دوم عملی

اعتقادی نفاق تو یہ ہوتا ہے کہ جو اعمال اور

اور افعال زبان اور دیگر جوارح سے بطرز مومن صادر ہوتے ہیں ان کا یقین دل میں قطعاً قطعاً نہیں ہوتا یا اللہ و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دل سے ایمان نہیں لاتا۔

نفاق عملی یہ ہے کہ بات بات میں جھوٹ۔ اور وعدہ کرے تو وعدہ خلافی۔ امانت میں خیانت کرے معاہدہ کرے تو غداری کرے۔ اور لڑائی میں غلیظ گالیاں دے۔ عشاء و فجر کی نماز میں عموماً سست ہو۔ عام طور پر نماز میں [illegible] اور صدق نیت سے شامل نہ ہو۔ بلکہ نمائشی اور ریاکاری کے طور پر۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے دل چرائے۔ کوئی دوسرا بھلا کام کرے خواہ وہ اعلےٰ ہو یا ادنےٰ اس میں نکتہ چینی کرے۔

نفاق کیوں پیدا ہوتا ہے تفصیلی طور پر اگر اس پر لکھا جاوے تو یہ بجائے خود ایک مضمون ہے اور نوٹ اس کا متحمل نہیں ہوسکتا اس لئے مختصر طور پر یہی ہے کہ نفاق غالباً اللہ تعالیٰ کے ساتھ وعدہ کرکے اس کے ایفاء میں سستی کا نتیجہ ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص کمی تدبر سے بول اٹھے کہ اگر اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی وعدہ نہ کیا جاوے تو نفاق پیدا ہی نہ ہو؟ ہاں یہ بات کسی حد تک معقول ہے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت وعدے نہ کئے جاویں یہ ذکر تفصیل کے ساتھ انہیں نوٹس میں اپنے محل پر آئیگا مگر انسانی فطرت اپنی نوعیت میں اللہ کریم سے ایک عظیم الشان وعدہ قالوا بلیٰ کہہ کر کر چکی ہے جسکا ذکر ہم نے عہد میثاق والے مضمون میں کیا ہے۔ پس ہر مومن متنفس کو از بس ضروری ہے کہ اس وعدہ کی ایفاء کی طرف توجہ کرے اور اس وعدہ ربوبیت میں جو سر ہے۔ وہ بھی انشاء اللہ بتوفیق الٰہی اپنے مقام پر آئیگا۔

واذا قیل لھم کے معنے ہیں جب کبھی ان کو کہا گیا۔ اس جملہ پر معترض اعتراض کرتے ہیں کہ کہنے والے کون ہیں پس خوب یاد رہے کہ کہنے والے کافر ہی ہیں یعنے کافر ہی اُن سے کہتے ہیں کہ تم کیوں یکسو ہوکر امن قائم نہیں کرتے اور اس قسم دودلی کر فساد پیدا کرتے ہو۔ مگر وہ مریض دل اس کا نام اصلاح رکھتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو مصلح کل کہنے والے اور

بامسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام کا ورد کرنے والے لوگ بھی اسی زمرہ میں شامل ہیں **الا انھم ھم المفسدون** خبردار وہ مفسد ہیں **ولکن لا یشعرون** مگر وہ خیال نہیں رکھتے۔ یا خیال نہیں کرتے یا ذرا بھی عقل نہیں رکھتے چونکہ فساد عقل سے دریافت ہوسکتا ہے اس لئے یہ اس ابلغ اور افصح ترتیب قرآن کی خوبی ہے کہ اس جگہ **لا یشعرون** کا لفظ فرمایا کہ اگر ان کو ذرا بھی عقل ہو تو وہ اپنے مفسد ہونے کو سمجھ لیں اور آگے چونکہ تصفیہ مذہب ہے یعنے **ایمان** کا اس لئے **و اذا قیل لھم امنوا** کے مقابل میں فرمایا **ولکن لا یعلمون** مگر وہ علم نہیں رکھتے اگر وہ علم رکھتے تو ایمان اور نفاق میں تمیز کرسکتے۔ چونکہ عقل اور علم وہ کھو چکے ہیں پس نہ وہ مومن ہوسکتے ہیں اور نہ حقیقی معنوں میں مصلح۔ ان دونوں آیتوں پر کمال غور کے بعد یہ فتوے لگا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ منافق نہ تو عقل صحیح رکھ سکتا ہے اور نہ حقائق الاشیاء کا علم حقہ ہی اُسے نصیب ہوتا ہے جس کی وجہ سے اُسے نہایت خلجان اور اضطراب میں زندگی بسر کرنی پڑتی ہے (**اللھم احفظنا من شر النفاق**)۔ **شیطان** کا اشتقاق دو لفظوں سے پایا جاتا ہے۔ یا تو شطن سے بمعنے دوری اور یا شیط بمعنی ہلاکت سے پس ہلاکت اور نامرادی کی راہیں بتلانے والے اور اللہ تعالیٰ سے بُعد اور حرمان کی طرف لیجانے والے۔ ناپاک لوگ بھی شیاطین کہلاتے ہیں اور ایسے افعال اور اعمال بھی جو ہلاکت اور دوری الٰہی کا موجب ہوں شیطانی کرتوت کہلا سکتے ہیں۔

اللہ یستھزیٔ بھم و یمدھم فی طغیانھم یعمھون یعنی اللہ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے اور اُن کو ان کی سرکشی میں چھوڑ دیتا ہے اور وہ اس ترک حدود میں اندھے ہوجاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی پاک ذات استہزا سے پاک ہے۔ مگر ہر ایک صفت اللہ تعالیٰ کی اپنے اندر ایک خاص شان اور کمال رکھتی ہے۔ **اللہ یستھزیٔ بھم** کی تفسیر **یمدھم فی طغیانھم یعمھون** ہے۔ یعنے سرکشی اور ترک حدود اللہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ آنکھیں رکھ کر بھی عجائبات الٰہی کے مستفید

نہیں ہوسکتے اور سچی خوشی نہیں پاسکتے [illegible] کی بڑی [illegible] عزت و [illegible] پر لوگوں کو معافی اور استہزاء کا انتقام دیتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا استہزاء ہے۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی باتوں پر استہزاء لوگوں ہی کے سامنے کرتے ہیں جن کے سامنے وہ آیات اللہ کی تضحیک کرکے اُن کو خوش کرنا چاہتے اور اپ اس استہزاء سے ایک وہمی اور خیالی انتفاع چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ انہی لوگوں کو اُن پر ہنسانا اور تضحیک کا وقت دیتا ہے۔

اولئک الذین اشتروا الضللة بالھدیٰ منافق وہ لوگ ہیں جو ہدایت کی بجائے گمراہی خریدتے ہیں یہ لوگ بھی دو قسم کے ہی ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ آگے دو جداگانہ مثالوں سے اُن میں امتیاز کریگا۔

ہدایت کے معنے کیا ہیں ہدایت کے چار معنے ہیں۔ اول وہ خواص طبعی ہدایت کہلاتے ہیں جن کے ذریعے سے کائنات کا ہر ذرہ ذرہ اپنے فطرتی اور ذاتی کام میں لگا ہوا ہے جیسے آنکھوں کا کام دیکھنا ہے وغیرہ یہ خواص طبعی ہیں یا شہد ضرور میٹھا ہوتا ہے وغیرہ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **کل شیٔ خلقہ ثم ھدیٰ** یعنے ہر ایک چیز کو پیدا کرکے خاصہ طبعی بھی رکھا ہے یہ ہدایت بجز اللہ تعالیٰ کے جو خالق کل شیٔ ہے ممکن نہیں۔ **دوم** ہدایت کے معنے **دعوت الی الحق** کے ہیں جن کا جاننا اول شرط ہے اس لئے تعلیم حقہ کے لئے سب سے پہلا معلم تو فطرت انسانی عام کی ساخت اور پھر اُس میں وہ نور قلب ودیعت کیا ہوا ہے جو نبوت کا ظل کہلا سکتا ہے اور پھر انبیاء علیہم السلام کا پاک وجود چونکہ ان سب ذریعوں کا ہم پہنچانا بھی اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت اور اُس کے ہی فضل پر موقوف ہے لہذا فرمایا **ان علینا للھدیٰ وانک لتھدی**۔ **سوم** پہلے کاموں کے بعد ان میں منازل ترقی طے کرنا بھی ہدایت ہے اور یہ جیسا ہم پہلے کسی نمبر میں بیان کر آئے ہیں ایک عام اٹل قانون پاتے ہیں کہ جس طاقت سے کام لیں گے وہ بڑھے گی پس اچھے کام کرنے پر زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کی توفیق ملتی ہے اور اس ہدایت کا نام توفیق ہے چنانچہ فرمایا ہے۔ **والذین اھتدوا زادھم ھدیٰ** جو لوگ اچھے کام کرتے ہیں اُن کے لئے پہلے کاموں کی راہ نمائی کرتے ہیں۔ **چہارم** اعمال

صالحہ کے نتائج حسنہ کے بعد جو خوشی حاصل ہوتی ہے اُسے بھی ہدایت ہی کہتے ہیں۔ جیسے **یہدیہم ربہم بایمانہم تجری من تحتہا الانہر** یعنے جب ایمان سے کوئی کام لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت کی راہ دکھاتا ہے پس اب ہدایت کے معنوں پر غور کرنے کے بعد **اشتروا الضللۃ بالہدے** کے معنے بالکل صاف نظر آتے ہیں کیونکہ انسان جب کہ فطرتی طور پر اپنی عام جسمانی پرورش وغیرہ میں ہدایت پر چلتا رہا ہے پھر جب بالغ ہو کر اُس ہدایت سے منتفع ہونیکا وقت آتا ہے تو وہ دین قوم کو چھوڑتا ہے اب اُس پر اُس ہدایت کے جو نتائج حسنہ واسطے مترتب ہونے تھے اُن کی بجائے بُرے نتائج پیدا ہونے لگتے ہیں۔ پس یہی بالہدایت اشتروا الضلالۃ ہے۔ کیونکہ ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی کو حاصل کیا۔ باقی آئندہ۔

اسلامی خبریں

شاہزادہ فرڈ نینڈ پاشا والی بلگیریا معہ بیگم اپنے آقا سے نامدار امیر المومنین کی قدمبوسی کا فخر حاصل کرنے کے لئے ۲۵ ماہ گذشتہ کو آسٹریا کے بندر ٹریسٹ سے براہ سمندر قسطنطنیہ وارد ہوا۔ گھاٹ پر دربار ہمایوں کے دو اعلیٰ افسر استقبال کے لئے موجود تھے۔ جن کے ساتھ شاہزادہ اور اس کی بیگم جہاز سے اُترتے ہی محل یلدز سرا کو گئے فرڈ نینڈ پاشا عثمانیہ مشیر کی وردی زیب تن کئے ہوئے تھا۔ محل پر پہنچنے پر امیر المومنین نے دونوں سے ضابطہ کی ملاقات کی۔ بعد ازاں وہ محل میر عاصم کو جو محل یلدز سرا کی چار دیواری کے اندر ہی ہے چلے گئے۔ اور وہاں فروکش ہوئے۔ شام کو انہیں محل ہمایوں میں شاہانہ دعوت دی گئی جس میں وزیر اعظم اور سلطانی خاندان کے کئی ارکان شامل تھے۔ ۲۷ مئی کو سلاملق کے بعد دونوں جانے کی اجازت لینے کے لئے بہر خدمت شاہی میں حاضر ہوئے سلطان المعظم اپنے باجگذار اور اُس کی خاتون سے نہایت لطف و کرم سے پیش آئے اور وہ دونوں شام کو بذریعہ ریل قسطنطنیہ سے صوفیہ کو روانہ ہو گئی۔

ٹائمز کے قول کے برخلاف ترکی سفارت کو سینٹ پیٹرز برگ میں پوری کامیابی ہوئی اور سلطان اُس کے نتیجہ سے ایسے خوش ہوئے ہیں کہ کہا جاتا ہے۔ کہ اسی طرح کی ایک خاص سفارت سلطان نے دستخطی خط دیکر اب قیصر آسٹریلیا کے پاس بھیجی ہے۔ نوری بک نائب وزیر خارجہ پچھلے دنوں بغرض تبدیل آب و ہوا آسٹریلیا کے قصبہ کارلز باد گئے ہوئے تھے قصبہ مذکور کے چشمہ ہائے آب نمکیں نہایت مشہور ہیں وہاں اُن کی آسٹرین وزیر خارجہ کونٹ گوسوچکی سے ملاقات ہوئی اور آخر الذکر کی گفتگو سے اُن کو یقین ہو گیا کہ اگر سلطان المعظم آسٹریا میں خاص سفارت روانہ کریں گے تو اُس میں ناکامیابی نہیں ہو گی۔ چنانچہ اب باب عالی دول کے سفراء متعینہ قسطنطنیہ کی بجائے براہ راست دیگر یوروپین فرمانرواؤں سے بھی نامہ و پیام کا سلسلہ شروع کرنیکا ارادہ رکھتا ہے۔

از دفتر انجمن اسلام لنڈن۔ بتاریخ ۵ جون ۱۸۹۸ء جلسہ انجمن اسلام لنڈن منعقد ہوا۔ مسٹر سید علی کریم میر مجلس تھے۔ مسٹر عبد العزیز خاں نے یہہ رزولیوشن پیش کیا۔ چونکہ ہم لوگوں کے بڑے بہی خواہ اور رہبر کی یادگار میں نواب محسن الملک بہادر اور دوسرے بہی خواہ قوم نے ایک فنڈ بنام سرسید میموریل فنڈ کھولا ہے۔ اسلئے انجمن اسلام لنڈن کو بھی لازم ہے کہ ایک چندہ میموریل فنڈ کی امداد کی غرض سے کھولے اور ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے ایسے عزیز اور بزرگ کی یادگار میں خاصکر جب کہ اس یادگار کا منشاء مسلمانوں کی اعلیٰ تعلیم اور ترقی کا ہے ایک چندہ میموریل فنڈ مسلمانوں کی امداد کی غرض سے کھولا جائے۔ یہہ رزولیوشن مسٹر محمد ریاض الحسن صاحب نے سکنڈ کیا اور مسٹر حسن شرف الدین خلیل صاحب نے بڑے جوش سے سپورٹ کیا اور ممبران نے بڑی خوشی سے باتفاق رائے پاس کیا۔ یہہ خوشی کی بات ہے کہ جو ممبران حاضر تھے انہوں نے اسی وقت بیس پونڈ کا وعدہ کیا۔ اور امید ہے کہ ایک معقول چندہ عنقریب جمع ہو کر ہندوستان روانہ کیا جائے۔

سید محمد طاہر بک مالک اخبارات معلومات عربی و ترکی قسطنطنیہ کے محلہ میر اکبر ادغلی ... سے گذر رہے تھے کہ چند اشقیاء ان کو لاٹھی کی سخت ضرب سے بیہوش کر کر رفو چکر ہو گئے۔ ضرب کا مہلک ثابت ہو جانا ممکن تھا مگر خداوند کریم کے فضل و کرم سے ایسا نہوا اور اب سید موصوف کو بہت افاقہ ہے۔ اس عالی ہمت نوجوان کا دم بھی بسا غنیمت ہے۔

طرابلس الغرب (شمالی افریقہ) کے تازہ ترین اخبارات مظہر ہیں کہ وہاں کے محبان قوم و ملت عساکر سلطانیہ کے لئے ابھی تک گھوڑے پیش کر رہے ہیں۔ +

الطاف خسروانی۔ دو لتلو غازی مختار پاشا کے فرزند نامدار بریگیڈیر جنرل (میرالائی) محمود بک مختار تبدیل آب و ہوا اور قیام صحت کی غرض سے وائنا کے راستے یورپ کو گئے تھے۔ وہ ابھی وائنا پہنچے تھے کہ عثمانی سفیر کو مابین ہمایوں سے تار پہنچا کہ محمود بک وہاں آتے ہیں وہ جیش عثمانی کے جلیل القدر افسران میں سے اور یکے از یاوران شاہی ہے جس ہوٹل میں وہ فروکش ہو ہر روز وہاں اُس کے پاس جا کر اُس کی صحت کی خبر بلا ناغہ جلالت مآب کی خدمت میں عرض کرتے ہو۔ اس سے نہ فقط دولتلو غازی اور اُن کے فرزند کی قدر و منزلت بلکہ امیر المومنین کی سچی رعیت پروری اور اپنے وفادار لوگوں کی قدر افزائی جیسی کچھ واضح ہو رہی ہے۔ وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں سب موصوف خاندان خدیویہ میں ہمایہ ہوئی ہیں۔ گذشتہ جنگ روم و یونان میں جو شجاعت و بسالت اُن سے ظہور میں آئی تھی۔ امید ہے ہمارے ناظرین کو وہ فراموش نہیں ہوئی ہو گی۔ +

شاہزادہ فرڈ نینڈ اور اُس کی بیگم نے جسکے سفر قسطنطنیہ کی کیفیت اوپر مندرج ہے سلاملق کے بعد بازار یلدز سرا کا ملاحظہ کیا۔ اور سلٹ سو پونڈ مالیت کی متفرق اشیاء خریدکیں جنرل احمد علی یاور سلطانی اور غالب بک ایڈیکانگ معزز مہمانوں کے ساتھ گئی۔ ٹائمز لکھتا ہے کہ "شاہزادہ کے قسطنطنیہ جانے سے خفا ہو گیا ہے جو غالباً گیا بھی یہی خیال کیے گئی تھا کہ بلگیریا اُس کے ہاتھ میں محض کٹھ پتلی نہیں ہے اغلب غالب ہے کہ شہزادہ کو اب روس کو سفر کا ارادہ ملتوی کرنا پڑیگا" مگر خود روسی اخبار نووستی سے اسکی تردید ہو رہی ہے۔ جو لکھتا ہے کہ شاہزادہ معہ بیوی فرزند ۱۲ جولائی کو سینٹ پیٹرز برگ آئیگا۔

ولایتی چٹھی

نمبر ۲

اوتر کر آنکھوں اور منہ میں پڑتی تھی۔ اس ہوا کے طوفان میں ہم نے دیکھا کہ ایک لڑکا تیرہ یا چودہ سالہ عمر کا بڑی آسانی اور تیزی سے ہوا کے مقابلہ میں جا رہا ہے جس سے تعجب ہوا آخرکار نظر غور سے معلوم ہوا کہ اس نے خشکی پر ایک بادبان بنایا ہوا تھا اور اس میں ہوا بھر نے سے وہ بلا کسی تکلیف کے صاف چل سکتا تھا اس لڑکے نے کرتے کا دامن پکڑ کر اوپر اُٹھایا ہوا تھا اور ایک چھوٹے سے بادبان کی صورت میں بنا کر اس میں ہوا بھر لی تھی۔ اس کے دیکھا دیکھی ہم نے بھی اپنے کوٹ کا دامن پکڑ لیا اور اسی طرح بنا کر ہوا بھری واقعی میں یہ ایک ایسی ترکیب تھی جس سے چلنے میں بہ نسبت پیشتر کے نصف طاقت صرف ہوتی تھی آخرکار اسی طرح مقابلہ کرتے ہوئے ہم بندر کے کنارے پہنچکر ایک کشتی میں سوار ہوئے۔

ممباسہ جانے کے لئے ہمارے ساتھ علاوہ سو قلیوں کے ایک ٹھیکدار صاحب بھی تھے جو اپنے اہل و عیال کو بھی اپنے ہمراہ ممباسہ لئے جا رہے تھے۔ ان کیساتھ ہمارا قدیمی تعارف ہونے کی وجہ سے اکثر ہر ایک کاروبار میں ہم اُن کے ساتھ ہی شریک تھے۔ چنانچہ کھانا پینا اور اٹھنا بیٹھنا اکٹھا ہی تھا ہم نے دو کشتیاں کرایہ کیں اور جہاز کی طرف روانہ ہوئے۔ واضح ہو کہ جہاز چونکہ وزنی ہوتا ہے اس لئے بہت گہرے پانی میں کھڑا ہوتا ہے۔ کنارہ پر سے کشتیوں میں بیٹھکر مسافر جہاز میں سوار ہوتے ہیں۔

ہوا کی تیزی جس کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں بھلا یہ کب ممکن تھا کہ سمندر پر اپنا اثر نہ کرتی۔ ایک ایک لہر پہاڑ کی طرح اُٹھتی تھی اور کشتی کو اپنے ساتھ اُٹھا کر بہت نیچے لاتی تھی۔ اور بادبانی کشتیوں میں چونکہ ایک اور مصیبت ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ ایک ہی بازو پر جھک کر چلتی ہیں جیسا انسان ایک کروٹ لیٹا ہو اس لئے کل پانی ہوا کے زور سے کشتی کے اندر آ جاتا تھا۔ اگرچہ کشتی والوں نے حفاظت کے لئے سامان پر تیرپالین وغیرہ ڈال دی تھیں مگر تاہم کل سامان پانی میں بھیگنے سے محفوظ نہ رہ سکا بجز اُس کے جو خود اول ہی سے کسی ایسی محفوظ چیز میں لپٹا ہو جس سے پانی اثر نہ کرے بعض اوقات کشتی اس قدر ٹیڑھی ہو جاتی تھی کہ مسافر گرنے گرتے بچ جاتے تھے آخر خدا خدا کر کے کشتی جہاز سے آ لگی اور کل سامان جہاز میں رکھ کر ہر ایک نے اپنا اپنا بستر لگایا۔ بندہ نے بھی جہاز کے جنگلے کے ساتھ ایک سفری آرام کرسی بچھائی اور اس پر توشک وغیرہ ڈال کر سونے کے لئے خوب گدگدا بنا لیا۔ ۲ بجے کے قریب جہاز نے لنگر اُٹھایا۔ ابھی آدھ گھنٹہ نہ گذرا تھا کہ جہاز نے اپنا رنگ بدلا اور باد ڈول کے بل اس نے حرکت شروع کی چند ہی منٹوں میں یہاں تک نوبت پہنچی کہ بصد مشکل آدمی جہاز کے تختے پر کھڑا ہو سکتا تھا دیکھتے دیکھتے پھر سمندر کا رنگ بدلا اور موجیں جہاز کے اوپر آنے لگیں۔ پھر کیا تھا جدھر دیکھو ہائے ہائے کی آواز شروع ہے جو کچھ کھایا پیا تھا وہ معدہ باہر نکال رہا ہے۔ تمام تختہ قے سے بھر گیا ایک طرف کے مسافر لڑھکتے لڑھکتے دوسری طرف چلے گئے اور بیچارے ابھی سنبھلے نہ تھے کہ موج نے آ کر پھر ایک تھپیڑا مارا اور گر گئے اور لڑھکتے لڑھکتے دوسری طرف چلے گئے۔

ریلوے کے ان تین سو مسافروں میں بندہ بھی تھا اور ایک اور سگنلر صاحب بھی تھے ان کے ہمراہ ان کی اہلیہ بھی تھیں سب سے زیادہ تکلیف ان کو ہوئی۔ کیونکہ اگر ان کو خبر ہوتی تو انتظام کر کے چلتے ناگہانی آفت میں مبتلا ہو گئے مستورات کا عالم جس پر تمام اسباب خوردنی۔ بستره۔ رضائی۔ تن کے کپڑے کا سمندر کے شور پانی میں تربتر ہو جانا۔ اور تربتر ہونا بھی ایک بار نہیں بلکہ متواتر موجوں کا اوپر پڑتا۔ غرضکہ سخت تکلیف تھی۔ ہندوؤں کے منہ پر رام رام ہری ہری ہری۔ ہے نرائن اور مسلمانوں کے منہ پر کلمہ۔ اللہ کا نام۔ استغفار وغیرہ کلمات قدسیہ تھے۔ جو شخص جہاز کی چھت پر تھے اُن کے بستره و برتن وغیرہ پانی میں ایسے بہتے پھرتے تھے جیسے سخت بارش میں پانی کے زور سے گلیوں میں کوڑا کرکٹ بہتا پھرتا ہے۔ اور جو مسافر نیچے کی منزل میں تھے وہ سب اوندھے منہ پڑ پڑ کے اپنے کئے پر پچھتا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اگر ہم کو اس مصیبت کی خبر ہوتی تو ہم اس بلا وقت پر تھوکتے بھی نہیں۔ قے کر کے تمام منزل نیچے کی بھری ہوئی تھی اور اسی میں بیچارے لت پت پڑے تھے۔ یہ تو دیگر مسافروں کی حالت کا نقشہ تھا اب بندہ کی کیفیت سنو۔

جب جہاز کی حرکت بدتر ہوئی تو مجھے فکر ہوئی کہ میں کہیں کرسی سمیت سمندر میں نہ لڑھک جاؤں کیونکہ اس حالت کے موقعہ پر یہ امر بعید از قیاس نہیں تھا بلکہ ممکن تھا۔ اس لئے میں نے ایک رسی کھول کر اپنی کرسی کو جنگلے کے ساتھ مضبوط باندھ لیا۔ اور کرسی پر لیٹ کر ایک چٹائی ساخت افریقہ جس کے اوپر بیٹھنے سے انسان پانی سے محفوظ رہ سکتا ہے اپنے اوپر لے لی اور میں دوسرے لوگوں کی نازک حالت اور اُن کے پانی میں ادھر اُدھر پھرنے سے کبھی تو ہنستا تھا اور کبھی دل میں ڈرتا تھا۔ چونکہ مجھ کو اول دو سفروں میں کبھی ایسی مصیبت کا سامنا نہیں پڑا تھا اور جن جہازوں میں میں نے سفر کئے اُن میں یہ حالت کبھی نہیں دیکھی تھی اس لئے دیکھ دیکھ کر غرق ہونے کے خیال سے بھی سہم جاتا تھا۔ آخرکار میری تدبیریں مجھے کامیاب نہ کر سکیں اور وہ دل جس پر مجھے بہت بھروسہ تھا میرا ساتھ چھوڑنے لگا۔ اور کرسی پر سے جہاں میں سر ذرا اونچا کرتا فوراً متلی شروع ہوتی اور قے کرنے کو جی چاہتا۔ ڈر کے مارے پھر کرسی پر لیٹ جاتا۔ آخر موجیں اس زور سے جہاز میں آنے لگیں کہ مجھ کو خطرہ ہوا کہ کرسی اور میں ان کے اوپر تیر سکتے ہیں۔ اور مبادا میں ایسی حالت میں کرسی سے الگ ہو کر پانی کے ساتھ جہاز سے باہر نکل جاؤں۔ میرا بستره اور کرسی اور رضائی وغیرہ سب بھیگ گئے تھے اور چٹائی نے بھی تھوڑی دیر ساتھ دیکر آخر دور سے سلام کر دیا تھا اس لئے میں نے حفاظت جان کے لئے پگڑی مسافرانہ سر سے اُتار کر اپنی کمر میں مضبوط باندھا اور پگڑی کے دونوں سروں کو ایک آہنی ستون جہاز کے ساتھ باندھ دیا کہ میں تیرتا ہوا سمندر میں نہ جا سکوں۔ باقی آئندہ

سیدنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

وبائے طاعون کے متعلق خدمات

بنی نوع انسان کی ہمدردی کا دعوےٰ اوؤخواہ کتنے ہی لمبے چوڑے الفاظ میں کیا جاوے جب تک اُس کا عملی ثبوت نہ ہو۔ وہ کچھ ہستی اور حقیقت نہیں رکھتا۔ وبائے طاعون کی قریباً عالمگیر مصیبت پر ہماری گورنمنٹ عالیہ نے جسقدر کوشش اہل ملک اس تکلیف سے بچانیکے لئے کی ہے احسان پرست دلوں سے گورنمنٹ کے لئے ہر آن شکریہ اور دعائیں نکل رہی ہیں۔ ایسے وقت میں کہ جب ایک طرف آسمان اہل زمین کی ناکردنی حرکات پر غضب برسا رہا تھا۔ اہل زمین بجائے اسکے کہ اپنے اعمال و افعال میں پاکیزہ تبدیلی کرتے یعنی نہیں۔ کہ وہ اپنی بدکرداریوں میں مصروف رہے۔ بلکہ بعض دلے الطبع اور نادان لوگوں نے اپنی محسن گورنمنٹ کی تدابیر انسداد وبا پر بے طرح نکتہ چینی کی اور پھیلا کو پھیلایا یہاں تک کہ اکثر مقامات میں خوفناک فساد ہو گئے۔ ایسے لوگوں پر خدا تعالےٰ کا قہر اور غضب کیوں نہ بھڑکے۔ جو اپنے محسن کے احسان کو بری نظر دال اور نا قدر شناسی کی نگاہوں سے دیکھیں۔ ہم اس مختصر سے مضمون میں گورنمنٹ کی تدابیر انسداد پر کوئی ریویو نہیں کر سکتے۔ بلکہ ہم کو صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ ایک طرف وبا طاعون زور سے پھیل رہی تھی اور رعایا سے زیادہ گورنمنٹ کو پریشان کر رہی تھی جو اپنی رعیت کے بچاؤ کے لئے بہت بے چین ہو کر لاکھوں روپیہ خرچ کر رہی تھی دوسری طرف کوتاہ اندیش اور محسن کش جاہل اُن تدابیر پر بری نگاہیں ڈالتے تھے اور محض فضول اور لغو اعتراضات مذہب اور سوسائٹی کے رنگ میں کر کے عوام کو بدظن کرنے کی کوشش کرتے۔ اس پر آشوب فتنہ میں جناب **مرزا غلام احمد صاحب** رئیس اعظم قادیان نے اُس سچی وفاداری اور ارادت کیشی کے جوش میں جو ان کو فطرتی طور پر گورنمنٹ انگلشیہ سے ہے اور اُس سچی ہمدردی اور غمخواری سے جو وہ بنی نوع انسان سے رکھتے ہیں علی الاعلان **طاعون** کے ہیڈنگ سے ایک اشتہار نکال کر کئی ہزار مفت تقسیم کیا جس میں بتلایا گیا کہ گورنمنٹ کی تدابیر انسداد یہی نہیں کہ **طبی قواعد** اور حفظ صحت کی اصول پر مبنی ہیں۔ بلکہ معقول دلائل سے بتلایا کہ انسانی فطرت اور قانون قدرت کا بھی یہی منشا ہے! ورنہ صرف یہی بلکہ یہانتک بتلایا کہ شریعت اسلام بھی ایسے موقع پر ایسے ہی قوانین روا رکھتی ہے۔ اور اس اشتہار میں عام لوگوں کو پاک تبدیلی پیدا کرنے کی ہدایت کی۔ کیونکہ اصلاح چال چلن اور خوش کرداری ایسی چیز ہے جو ہر ایک قسم کی بغاوت اور مردم آزاری کے راستوں کو بند کر کے سچی ہمدردی اور حقیقی سلامتی کا دروازہ کھول دیتی ہے۔ اور اوسی اشتہار پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ صدہا خطوط اس بارے میں لکھے۔ اور اپنے متبعین کو بہت تاکیدی خطوط کے ذریعہ اس امر پر بھی آمادہ کیا۔ کہ وہ اپنے ہمسایوں کو بھی خواہ وہ ہندو ہوں۔ یا مسلمان ان تدابیر انسداد کی خوبی اور عمدگی سمجھا دیں تاکہ ایسا نہ ہو۔ وہ نقصان اٹھائیں اور اس امر کی زیادہ ضرورت محسوس کر کے جناب ممدوح نے ایک عام جلسہ کرنا چاہا۔ چنانچہ عید الضحیٰ کی تقریب پر ایسا جلسہ کرنے کا اعلان **جلسہ طاعون** کے عنوان سے دیا۔ اور دور دراز سے بہت سے احباب شامل ہوئے۔ اس جلسہ کی اجمالی کیفیت ہمارے مخدوم جناب شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس لاہور شائع کر چکے ہیں! اور مفصل کیفیت ہم نے **الانذار** نام رسالے میں شائع کی ہے غرض اس جلسہ پر حضور نے نہایت ہی وضاحت سے وبا طاعون کی تدابیر انسداد کی خوبی پر بحث کی اور شرعاً اور فطرتاً ادن کے جواز پر تقریر کی۔ اس تقریر کے مفید اور غیر مفید ہونے پر ہم کوئی رائے دینا فضول سمجھتے ہیں۔ کیونکہ گورنمنٹ عالیہ تک نے اس تقریر کو مفید تریں تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ اس جلسہ کے متعلق جو شکریہ گورنمنٹ کی طرف سے موصول ہوا ہے! اسکو ہم درج ذیل کرتے ہیں۔ اور صوبہ پنجاب کے مشہور و معروف انگریزی اخبار **سول اینڈ ملٹری گزٹ** لاہور نے جو ریمارک اوس پر کیا ہے اوس کا اندراج اس سے زیادہ موزوں اور مناسب موقع ہے۔ کہ ہم کوئی رائے دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ پہلے ہم وہ جو گورنمنٹ محسنہ کا دستباز کہلاتے ہیں اس کو درج کر دیں تاکہ اور لوگوں کو بھی ایسے عمدہ خیالات ظاہر کرنے کا موقع مل سکے ماس سے پیشتر کہ ہم اوس موعودہ مراسلہ مراسلت اور ریمارک کو شائع کریں۔ اس امر کا اظہار بھی غیر مناسب نہیں سمجھتے۔ کہ جناب مرزا صاحب ممدوح نے اپنی کارگذاری متعلقہ طاعون کو یہیں تک محدود نہیں رہنے دیا۔ بلکہ کئی ہزار روپیہ کے صرف کثیر سے ایک دوائی بھی طاعون کے لئے طیار کی ہے۔ جسکو عنقریب ظاہر کریں گے۔ یہ دوائی بطور حفظ ما تقدم کے استعمال کی جاویگی۔ اور طاعون کی گلٹیوں کے لئے بھی ایک مرہم آپنے طیار کیا ہے۔ یہ وہ مرہم ہے۔ جو طب کی کتابوں میں مرہم الحواریین کہلاتا ہے۔ اور سیدنا مسیح علیہ السلام کے زخموں کے اندمال کے لئے طیار کیا گیا تھا۔ یہ بہت ہی مفید چیز ہے۔ اور جناب **مرزا صاحب** کی خدمات طاعون کا خاتمہ یہاں تک بھی نہیں ہوا۔ بلکہ **طاعون** کے متعلق جناب ممدوح نے ایک رسالہ بھی تصنیف فرمایا ہے۔ جو گو مخصوص بہ طاعون نہیں۔ لیکن اسکی تحریک وہی اشتہار **طاعون** ہوا تھا۔ اور اس لئے اوس میں **طاعون** کی ماہیت وغیرہ پر بھی بقدر ضرورت بہت مفید بحث فرمائی ہے۔ جو بہت ہی نافع ہوگی۔ انشاء اللہ۔ اس رسالہ کا نام **ایام الصلح** ہے۔ جو فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں عنقریب شائع ہوگا۔ اب ہم اوس شکریہ کی چٹھی کو پہلے درج کرتے ہیں! اور پھر سول ملٹری گزٹ لاہور کا اقتباس درج کریں گے۔

وہو ہذا

منجانب ایچ جے مینارڈ صاحب بہادر جونیر سکرٹری گورنمنٹ پنجاب۔

بخدمت شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس لاہور

مؤرخہ ۱۱ جون ۱۸۹۸ء

جناب من!

(۱) مجھے ہز آنر لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر پنجاب کی طرف سے ہدایت ہوئی ہے کہ میں یہ ظاہر کروں۔ کہ جناب ممدوح اوس جلسہ کے حالات (جو ۳ مئی ۱۸۹۸ء کو قادیان میں منعقد ہوا تھا) اور اوس تقریر کو (جو اس جلسہ میں جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان نے اون تدابیر انسداد وبا طاعون کے متعلق کی جو گورنمنٹ نے اختیار کر رکھی ہیں۔) پڑھ کر از حد محظوظ ہوئے۔

(۲) ہز آنر نے خواہش ظاہر کی ہے کہ میں جناب ممدوح کی طرف سے اوس امداد کا اعتراف کروں۔ جو اس جلسہ کے ممبران کی طرف سے گورنمنٹ کو ملی ہے۔

ز ہمارے احباب اور برادران دینی کے لئے بھی کس قدر مسرت کا مقام ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ جیسی قدردان گورنمنٹ اون کی خدمات کا اعتراف کرتی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے پیشوا اور **امام ہمام** علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چل کر گورنمنٹ عالیہ کو ان کی بھی مشکوری کا موقع دیں گے۔ ایڈیٹر

اقتباس از سول ملٹری گزٹ لاہور

اہل اسلام کا ایک منعقد جلسہ حال میں بمقام قادیان زیر اہتمام شیخ رحمت اللہ خان تاجر لاہور در اصل یہ جلسہ جناب **مرزا غلام احمد** صاحب رئیس اعظم قادیان کے اہتمام سے ہوا ہے۔ اور چونکہ شیخ رحمت اللہ صاحب نے اس جلسہ کی روئداد شائع کی ہے۔ اس سے سول کو خیال پیدا ہوا ہے کہ شیخ رحمت اللہ کے زیر اہتمام سے ہوا ہے۔ ورنہ مہتمم اور متحمل مصارف اس جلسہ کے جناب مرزا صاحب ممدوح تھے۔ (ایڈیٹر الحکم) منعقد ہوا۔ **دفع طاعون کے لئے دعا ئیں مانگی گئیں**۔ اور ایک لیکچر جناب حکیم نورالدین صاحب نے اون تدابیر انسداد طاعون کی تائید میں دیا۔ جو سینیٹیشن وغیرہ طریق پر گورنمنٹ نے رفع وبا کے لئے اختیار کی ہوئی ہیں۔ (یہ مغالطہ بھی ہمارے ہمعصر کو اوس روئداد جلسہ کے پڑھنے سے پیدا ہوا ہے۔ جناب حکیم نورالدین صاحب نے ایک جداگانہ تقریر کی تھی۔ جو خصوصیت سے ایک دوسرے نبی اہیہ عظیم کے متعلق تھی۔ جو انسانی ہدایت اور اصلاح کے لئے مقرر ہے۔ اور وبا طاعون کے متعلق اور اوسکی تدابیر انسداد مجوزہ و معمولہ گورنمنٹ کے متعلق ایک مبسوط تقریر جناب مرزا صاحب ممدوح نے فرمائی تھی۔ جس کا اعتراف گورنمنٹ عالیہ کے مراسلہ میں ہے۔ یہ **سلپ آف پین** ہے۔ ورنہ ایک فاضل ایڈیٹر ان امور کی طرف پورا لحاظ رکھتا ہے۔ بہرحال مطلب حاصل ہے۔ ہمارے کوتاہ اندیش مخالف اس مقام پر ذرا غور سے سنیں۔ جو ہمارے انفلوئینس پر بھی نکتہ چینی کیا کرتے ہیں۔ سول کا فاضل ایڈیٹر بھی اسے **انفلوئینشل مٹنگ** قرار دیتا ہے۔ ایڈیٹر)

اس وفادارانہ امداد کا اعتراف گورنمنٹ کی طرف سے بانیان و عالیان جلسہ کو بھیجا گیا ہے اس لیکچر کا موضوع اور مقصد صرف یہ تھا۔ کہ اس امر کو موثر طریق پر بتلایا جاوے کہ گورنمنٹ نے جو تدابیر دافع وباء طاعون اختیار کر رکھی ہیں۔ اون کی بنا محض ہمدردی اور خیر خواہی رعایا ہے۔ ان تدابیر سے صرف وبا کا دور کرنا مقصود ہے۔ اور اس امر کے لئے یعنے دفعیہ وبا کے لئے یہی تدابیر ضروری اور مناسب ہیں۔ اور یہ کہنا کہ گورنمنٹ لوگوں کو زہر دیتی ہے۔ یہی نہیں کہ **محض دروغ بے فروغ** ہیں۔ بلکہ ایک احمقانہ خیالات پر ان کی بنا ہے۔ اور ایسی جھوٹی اور بیہودہ باتوں پر ایک لحظہ کے لئے بھی کسی دانشمند اور عقل رکھنے والے انسان کو یقین نہیں کرنا چاہئے۔ اور پردہ کے لئے شرع اسلام میں اسقدر کافی ہے۔ کہ سیگریشن کیمپ میں جانے کے لئے منہ پر کپڑا اوڑھے ہوئے مستورات چلی جاویں۔ اسلام خوفناک خطرات کے وقت ایسی کوئی تعلیم نہیں دیتا۔ اس سے غرض صرف یہ تھی۔ کہ جو لوگ پردہ دری کے شاکی ہیں اون کو بتلایا جاوے کہ مصیبتوں اور تکالیف کے وقت پردہ کی ایسی سخت قیود اسلام نے کہاں رکھی ہیں۔ غرض یہ جلسہ اس طرح ختم ہوا تھا۔

یہ ہے گورنمنٹ عالیہ کے اعتراف اور سول ملٹری گزٹ کی تحریر کا اقتباس۔ اب ہمارے ناظرین اور پبلک خود ان خدمات کا اعتراف کر سکتی ہے اور پبلک کا اعتراف یہی ہے۔ کہ وہ اس ناصح مشفق کی باتوں کو سچے دل سے سن لے اور اون پر عمل کر کے اپنے آپ کو خطرہ سے بچاوے اور گورنمنٹ کو مدد دیں۔

سر سید کی لائف پر فلسفیانہ نظر

بعنوان مندرجہ بالا سے ایک صاحب اودھ اخبار میں لکھتے ہیں۔

جو کچھ ظہور میں آیا یہ سب انگریزی حکام اور گورنمنٹ انگریزی کی تائید اور طرفداری کی بدولت ہے۔ جس کا تمام مسلمانوں کو سر سید سے زیادہ شکر گذار ہونا چاہئے۔ اور جس کام میں گورنمنٹ یا لوکل حکام نے اپنی تائید اور طرفداری کو خاص طور پر ظاہر نہیں کیا اس میں سر سید کو ایک عام طور کے معمولی آدمی کے برابر بھی کامیابی نہیں ہوئی چنانچہ علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ اور تہذیب الاخلاق پر انہوں نے بڑے بڑے زور لگائے۔ اور مدد کے لئے اپنے تمام دوستوں کو آمادہ کیا اور نواب محسن الملک جیسا نطق آرا اور مولوی چراغ علی اور مولوی ذکاءاللہ اور مولوی مشتاق حسین اور مولوی نذیر احمد جیسے محقق بہم پہونچائے مگر اودھ اخبار۔ پیسہ اخبار۔ اخبار عام تیرہویں صدی۔ چودھویں صدی کے برابر بھی کامیاب نہ ہوئے اور دو سال بسال گرتے نظر آئے۔ یہاں تک کہ سو نمبر کا نکلنا بھی نکلنا مشکل ہو گیا اور آخر کار تہذیب الاخلاق کو انسٹیٹیوٹ گزٹ کے ساتھ ملحق کر دینا پڑا اُن کی تفسیر کے سو نسخہ چھپتے تھے۔ انکو بھی کوئی نہ پوچھتا تھا۔ اور جو کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی رائے میں نہایت مستقل تھے۔ تو یہ ایسی بات ہے جسپر کوئی یقین نہ کرے گا جسکا ثبوت خود کالج کی روئدادوں اور اسپیچوں اور لکچروں اور کارروائیوں اور پرائیویٹ تحریروں سے ملتا ہے زمانہ جانتا ہے کہ اونکی رائے کو اُن کی ذاتی اغراض نے کہاں تک غیر مستقل بنا کر چھوڑا ہے جس پر ایسے شخص کے لئے قوم کو افسوس ہے اور آج تمام علی گڈھ میں اون کا چرچا ہو رہا ہے اور انگلش پارٹی بھی پرائیویٹ گفتگو میں اوس کا ذکر کرتی ہے سر سید جس کام کی پوری مزدوری نہ پاتے تھے۔ اس میں اپنے نام اور ڈیوٹی کا لحاظ نہ کرتے تھے۔ جیسے کانفرنس کے کاموں میں دھیما پن۔ انسٹیٹیوٹ گزٹ کی ایڈیٹری تہذیب الاخلاق کی ترتیب وغیرہ۔

سر سید کے مذہبی تصرفات اس درجہ بڑھے ہوئے تھے۔ کہ نواب محسن الملک جیسا اُن کا دوست اس کہنے پر مجبور ہوا کہ اس کو دلی سمجھو اور اُس کی تصنیف سے کام نہ رکھو سر سید نے تفسیر لکھ کر عجیب عجیب خیالات ظاہر کئے جن میں بعض نہایت واجب التعظیم ہیں اور باقی سب لغو ذخیرہ حدیث کے متعلق سر سید کی رائے نہایت خراب اور کاشانہ اسلام کو درہم برہم کرنے والی تھی۔ اُن کے نزدیک کسی حدیث کو صحیح ماننے کی کوئی یقینی وجہ نہ تھی۔ وہ نقل کو مفید عقل نہ کہتے تھے جس پر انہوں نے مولوی سلیم پانی پتی سے ایک مضمون لکھوا کر تہذیب الاخلاق کے ورق سیاہ کئے ہیں انہوں نے اپنی اور اپنے صاحبزادہ سید محمود کی کوئی غلطی تسلیم نہ کی۔ حتے کہ سوا لاکھ روپیہ کی غبن میں انہوں نے یہ بھی نہیں مانا کہ اُن سے غفلت ہوئی قومی روپیہ کے صرف کرنے میں وہ بڑی فیاضی اور سیر چشمی ظاہر کرتے تھے۔ اسلام میں خلافت کا مسئلہ سب سے زیادہ

ضروری ہے۔ لو وہ جانتے تھے۔ کہ اسی نے اسلام کو ضعیف اور مسلمانوں کو باہم دیگر مخالف کیا۔ اور اُن کی زندگی میں تو کئے ہیں وہ انکی رائے کے خلاف رائے ظاہر کر چکے تھے۔ اور نیز آنریبل سید محمود کے حالات سے اُن کو اطلاع تھی۔ باایں ہمہ اُنھوں نے انکو اپنا جانشین بنایا۔ اور اُن کے سوا دوسرے عہدے بھی اپنے خاندان میں بانٹ گئے۔ جس پر اُن کے مرتے ہی نئے آثار نظر آنے لگے۔ اور جابجا قوم میں اُس کے چرچے ہونے لگے۔ اور خاص علی گڈھ میں بیٹھ کر حاجی محمد اسمٰعیل خاں صاحب نے ایک خاص مضمون پر قوم کو توجہ دلائی۔

پس سید الائف میں جہاں بلے انتہا خوبیاں اور اُن کے مقبول عام کام دکھائے جائیں۔ وہاں اُن امور پر بھی فلسفیانہ اور محققانہ ریمارک ضرور ہیں۔ اور قوم میں ضرور ایسے لوگ موجود ہیں۔ کہ قومی فرائض ادا کرے۔ اور ان کو رہنما بنائے۔ اور گورنمنٹ دلسے ہی اُن کی تائید کرے۔ تو وہ نہ صرف یہ کام چلا سکتے ہیں۔ بلکہ اس سے اور بھی زیادہ کر دکھا سکتے ہیں۔ ؎

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

سر سید نے قومی روپیہ کی احتیاط اور اس سے کالج کو متمتع کرنے کے لئے جو اصول اختیار کیا وہ ایک رانڈ دکھی بیلے لنگڑے اپاہج کے جی خیال میں آ سکتا ہے۔ اور یہ وہی خیال ہے۔ جو سب سے پہلے لکھنؤ کی ایک پردہ نشین عورت بہو بیگم صاحبہ کے خیال میں گذرا۔ اور اُنھوں نے گورنمنٹ میں روپیہ جمع کرا کے اپنے متوسلین کو متمتع کیا۔ زیادہ روپیہ ہونے کی وجہ سے یہ خیال بہ نسبت سر سید کے اُنکو زیادہ موزوں ہو سکتا ہے۔ سر سید کے لئے بلند خیالی کا اقتضا یہ تھا۔ کہ وہ قومی سرمایہ سے تجارت کی ایک بریچ قائم کرتے۔ اور یورپین تجارت کے اصول پر اس سرمایہ کا پورا نفع حاصل کرنے کا اور قدم سے ایک گروہ کو اس ذریعے سے تمام ممالک کے دیکھنے اور اس میں تجربہ حاصل کرنے کا موقع دیتے۔ اور کالج کے متعلق ایک برانچ ٹکنیکل ہوتی۔ جن ذرائع سے قومی سرمایہ میں نمایاں ترقی نظر آتی۔ اور قوم کو طرح طرح کے تجربے حاصل ہوتے۔ بایں کہ اس اصول کے ساتھ اوس کو بھی وابستہ کرتے۔

اس قسم کے خیالات سر سید کے دماغ میں بھی پیدا ہوتے ہوں گے۔ لیکن اُن کی آخری عمر ضعف نے اُن کو اس اسکیم سے آگے نہیں بڑھنے دیا۔ سوا ایسے اس کے وہ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ یہ خیالات میرے شخصی پاور کے احاطہ میں محدود نہیں رہ سکتے۔

اور جو یہ کہا جاتا ہے۔ کہ ہمارے مولانا نذیر احمد صاحب دہلوی نے بھی تہذیب الاخلاق کے ایک مضمون میں لکھ دیا ہے۔ کہ اردو لٹریچر کو سر سید نے درست کیا۔ اوس کو یوں کہئے۔ کہ اردو لٹریچر پر انگریزی لٹریچر نے سایہ ڈالا۔ اور سر سید نے سبیل ترجمہ یا بطریق تذکرہ اوس کا بیان کیا۔ اور ملک نے اس میں مشاقی پیدا کی۔ اور یوں ہی خود سر سید ہی ایک نہایت اعلےٰ اور قابل قدر لٹریچر تھے۔ ورنہ خود اُن کی پہلی لٹریچروں کا آثار الصنادید کے زیب دیباچہ ہے۔ پرانی ترکیب سے خالی نہیں۔ زمانہ کی یہ تعلیم ہے۔ جس نے سر سید کے دماغ پر سب سے زیادہ اچھا اثر کیا۔ جو اُس کے لئے سب سے زیادہ موزوں تھا۔

سر سید ہر کام میں اپنی نمود اور اپنا مرجع ہونا پسند کرتے تھے۔ اور یورپین اسٹاف کو بھی دور سے سلام کیا کرتے تھے۔

مولوی سمیع اللہ خاں صاحب نے قومی طور پر کچھ اُن کے کام میں دخل دینا شروع کیا تھا۔ کہ اونہوں نے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیا۔ مگر اب قوم وہ قوم نہیں۔ جو اپنے حقوق کو نہ پہچانے۔ یا وہ اپنے انتظامی پاور کو ناقابل اعتبار حالت میں چھوڑے۔ اسی لئے اُن کے سانحہ غم کے بعد اخبارات میں اس کا چرچا شروع ہوا ہے۔ جس کی ابتداء حاجی محمد اسمٰعیل خاں صاحب رئیس علی گڈھ کے قلم اور خواجہ محمد یوسف صاحب کی زبان سے ہوئی۔ اور پھر شائد کسی کے کہنے سے حاجی صاحب نے اپنے قلم کو روک لیا۔

قصبہ فتحگڈھ میں شیخ ابوسعید محمد حسین اور مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی میں اتفاقی مباحثہ اور شیخ صاحب کا اصل مدعا سے گریز کرنا

(ابو یوسف) مولوی صاحب حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی حیات جسمانی اور بجسد عنصری صعود الی السماء کے لئے ثبوت پیش کریں۔

(محمد حسین)[1] قبل اس کے کہ میں اس سوال کا جواب دوں دو امر آپ سے دریافت کرنا ضروری جانتا ہوں امر اول یہ ہے کہ آپ کا یہ سوال بطور استفادہ ہے یا بطور مباحثہ۔ دوم یہ کہ آپ کا اعتقاد درباب حیات و ممات مسیح کیا ہے؟ کیا آپ انکو مردہ سمجھتے ہیں؟ اگر مردہ سمجھتے ہیں تو پھر آنے والا کس شخص کو جانتے ہیں یا اس امر کا اعتقاد ہی نہیں رکھتے کہ کوئی مسیح آئیگا۔

(ابو یوسف) میں[2] آپ سے بطور استفادہ کچھ دریافت کرنا نہیں چاہتا اور نہ اس امر میں آپ کو مفید اور اپنے آپ کو مستفید قرار دیتا ہوں۔ امر دوم کی نسبت صرف آپ کو دو حرفی جواب دینا چاہتے کہ مسیح علیہ السلام زندہ ہیں یا نہیں اگر زندہ ہیں تو اسکا ثبوت کیا ہے۔ اور میں اُن کو داخل اموات سمجھتا ہوں۔ آنیوالے مسیح کا فیصلہ بعد میں ہوگا۔ خلط بحث کی کوئی ضرورت نہیں۔

(فٹ نوٹ) [1]۔ شیخ بٹالوی کی یہ بچپن کی بگڑی ہوئی عادت معلوم ہوتی ہے کہ وہ اس فعل کو نہیں چھوڑ سکتے۔ ہر مباحثہ اور مکالمہ میں وہ اصل امر کو عنت ربود کر کے قبل ازیں کی بحث میں پڑ جاتی ہیں اور پھر یہ سلسلہ ایسا لمبا کر لیتے ہیں۔ کہ اُن کی یہ تان کہیں ٹوٹنے ہی میں نہیں آتی۔ بھلا یہاں ان دو نا خدا امور کے بیان کی قبل از جواب کیا ضرورت لاحق ہوئی تھی۔ ابو یوسف مولوی محمد مبارک علی صاحب کے سوال سے ان کا عقیدہ درباره حیات مسیح صاف معلوم ہوتا ہے اور حیات جسمانی کا لفظ کھول کھول کر بیان کر رہا ہے کہ وہ اُن کو اس کھانے پینے والے اور عوارض رکھنے والے جسم کے ساتھ زندہ نہیں مانتے اور گھٹنے بڑھنے والے جسم کے ساتھ اُن کا صعود الی السماء خلاف سنت اللہ جانتے ہیں۔ پھر ایسے صریح سوال پر بے معنی اور خارج از مطلب سوال در سوال کا پیش کرنا کیسی دانشمندی ہے۔ مگر اصل بات یہی ہے کہ امر حق کا اظہار اُن کو مطلوب نہیں یہاں تو سخت سازی مقصود ہے۔ ایڈیٹر

(فٹ نوٹ [2]) کہئے شیخ صاحب ابھی تسلی ہوئی ہے یا نہیں یہ خیال خام آپ آئندہ کے لئے دل سے نکال ڈالیں اور انانیت کا قرار اور خود پسندی کی متعفن ہوا جو آپ کی دماغ

(**محمد حسین**) امر اول کے متعلق جو کچھ آپ نے کہا ہے اس کا جواب میں پھر دوں گا۔ فی الحال آپ کو امر دوم کی نسبت یہہ ختنا نامناسب سمجھتا ہوں نہ سوال سے نہ کوئی بحث کرنی منظور ہے۔ اور نہ غلط بحث ہوتا ہے میں صرف یہہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کا اعتقاد آنے والے مسیح کی نسبت کیا ہے؟

تاکہ معلوم ہو کہ جس بحث کو آپ چھیڑنا چاہتے ہیں اس میں اپنے اعتقاد کی تائید کرتے ہیں یا اپنے اعتقاد کے خلاف حامی بنتے ہیں۔

(**فٹ نوٹ**) میاں محمد حسین کی یہ شتر مرغ کی سی چال قابل دید ہے۔ یہہ لٹکا خدا جانے کس بوڑھیا نے اُنہے سکھا دیا ہے کہ جواب پھر دوں گا یہی کہہ دیتے کہ اشاعۃ السنۃ میں دوں گا۔ کیوں شیخ جی اب کونسا امر مانع ہے۔ ابھی کیوں نہیں دیدیتے۔ **الکریم اذا وعد وفی** اور یہہ بھی عجیب فلاسفی ہے کہ ایک سوال کے جواب میں بجائے جواب دینے کے خارج از مطلب سوال شروع کئے جاویں اور پھر کہا جاوے۔ کہ اس سے غلط بحث نہیں ہوتا۔ کیا شیخ صاحب ابکی غلط کی عینی تو نہیں ہوگئی جو غلط بحث سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر آپ غلط بحث نہیں چاہتے تو ادلہ آپکے پاس حیات المسیح بجسد العنصری کے تھیں پیش کی ہوتیں اور اس طول فضول سے حلق خود بدرید و مغز ماخورد کے مصداق نہ بنتے۔ مگر پیش کہاں سے کرتے آجتک تو بجز دعوے کے اور آپ کی زبان قلم اور قلم زبان سے نہ سنا۔ آئندہ کے لئے کیا امید ہو۔ ایڈیٹر

(**ابو یوسف**) آنیوالے مسیح کی بحث آپ بفائدہ چھیڑتے ہیں اس امر کو میں مانتا ہوں کہ ایک مسیح امت محمدیہ میں آنیوالا ہے مگر اس کو وفات حیات کے مسئلے کا موقوف علیہ ٹھہرانا ایک بے معنے بات ہے۔ اور اسکا منشاء صرف آپ کا ادعائی اعتقاد معلوم ہوتا ہے اور وہ یہہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بجسدہ العنصری آسمان پر چڑھ گئے اور پھر وہی کسی آئندہ زمانے میں واپس آئیں گے اس میں شک نہیں کہ ایک مسیح آئیگا مگر بات تو صرف یہہ ہے کہ کیا وہ آنیوالا وہی حضرت (بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۷) میں سمائی ہوئی ہے۔ اس کے نکالنے کی فکر کریں آپ کو اُستاد بننے کا بہت شوق معلوم ہوتا ہے۔ یوں اگر آپ مسیح ابن مریم ہے اور یہہ بات آپ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ آپ پہلے اُن کی حیات جسمانی اور صعود الی السماء بجسدہ العنصری ثابت نہ کریں پس صعود کی بجائے نزول کے مسئلہ کو چھیڑنا خلط بحث نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر آپ کا یہہ منشاء ہے کہ نزول کے ماننے سے صعود خود مانا جائیگا۔ تو یہہ قضیہ عکسیہ ہے بلکہ صعود ثابت ہونے سے نزول خود ثابت ہو جائیگا بات تو وہ حرفی ہے ثبوت صعود کا دیجئے

(**فٹ نوٹ ۱**) کیوں شیخ جی! ابھی تسلی ہوئی یا اور ضرورت ہے اب تو صاف صاف طور پر فیصلہ ہو گیا مگر نہیں آپ کیوں ماننے لگے ہیں اب تو یہی کہتے جائیں گے۔ کسر رہ گئی کسر رہ گئی۔

۲ - اب یہاں تو بالکل صفائی ہوگئی مولوی ابو یوسف نے اپنے مذہب کو صاف لفظوں میں شیخصاحب کا مذہب ادعائی اعتقاد کے لفظ سے تعبیر کر کے بیان کر دیا۔ مگر شیخ بٹالوی ہی کیا ہوئے جو مان جاویں۔

۳ - کیا اب بھی کچھ باقی رہ گیا۔ شیخصاحب ذرا انصاف کو ہاتھ سے نہ دو۔

۴ - مولوی صاحب آپ دو حرفی چھوڑ ایک حرفی کہیں شیخصاحب سہ حرفی کہے بغیر کب چین لیتے ہیں۔ العادۃ کالطبیعۃ الثانیۃ۔ آپ اُن سے صعود کا ثبوت لے چکے۔ ایڈیٹر

(**محمد حسین**) مجھے افسوس سے کہنا پڑا کہ آپ نے جواب میں بفایدہ تطویل کی نہ میرے سوال کو سمجھا اور نہ اپنے جواب کے الفاظ کے معنے سمجھتے ہیں میں آنیوالے مسیح کی بابت کوئی بحث نہیں کرنی چاہتا صرف آپ کا اعتقاد پوچھتا ہوں۔ آپ بتانا چاہتے ہیں تو بتائیے ورنہ صاف کہیں کہ نہیں بتاؤں گا۔ پھر میں کلام ختم کر دوں گا۔

(**فٹ نوٹ**) ناظرین گھبرائیں نہیں۔ شیخ بٹالوی کا یہہ افسوس کبھی بھی ختم نہیں ہوا کرتا۔ جنہوں نے لدھانہ والا مباحثہ پڑھا ہے ان کو خوب معلوم ہے کہ وہاں بھی یہ تطویل اور افسوس شیخصاحب کا پیچھا نہ چھوڑتے تھے خدا رحم کرے جب کوئی صادق کا مقابلہ کرتا ہے تو پھر اُس کی یہی حالت ہو جاتی ہے۔ آپ کی پسند کریں تو استاد جی کہلائیں کوئی آپ کو روکتا نہیں مگر آپ سے کوئی استفادہ کر ہی کیا سکتا ہے۔ خیر یہہ امر دیگر ہے مگر یہہ تو بتلائیے کہ ابھی تحریر یا تقریر میں بظاہر کوئی ایسے مغلق الفاظ تو نہیں ہیں جو سمجھ میں نہ آئیں ہاں یہہ امر صدا گانہ ہے کہ اگر یہہ آپ کی کوئی خانہ زاد اصطلاحیں ہوں جنکو آپ کے پس و پیش رہنے والوں کے سوا کوئی نہ سمجھتا ہو۔ تو پھر مولوی ابو یوسف کو معذور تصور فرمائیے۔ کیونکہ انسانی کلام تو انسان سمجھ سکتا ہے مگر منطق الطیر کون سمجھے۔ اگر ابو یوسف صاحب آپ کا کلام نہیں سمجھ سکتے۔ تو وحشی جانور تو ضرور سمجھتے ہوں گے۔ کیونکہ فہم کلام کے لئے مجانست بھی ضروری امر ہے مگر یا لیان قتح گڈہ سے تو پوچھنا چاہئے کہ آپ کی منطق کیسی قابل قدر ہے اور وہاں پر آپ کی خوشبیانی اور نکتہ دانی کا نتیجہ کیا ہوا ہے اور آپ نے وہاں کیسی عزت حاصل کی ہے۔ مگر یہہ تو بتلائیے کہ یہہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ وہ اپنی تحریر کے الفاظ بھی نہیں سمجھتے کیا آپ اپنے پر تو حمل نہیں کرتے سچ ہے۔ **المرء یقیس علی نفسہ** - (ایڈیٹر)

(**ابو یوسف**) میں نہایت افسوس سے کہتا ہوں کہ آپ نے اپنی قدیم عادت کے موافق اس بحث کو ناتمام چھوڑنا چاہا ہے میں نے اپنے اعتقاد کو بھی ظاہر کر دیا ہے اور آنیوالے مسیح کی بابت بھی تصفیہ کر دیا ہے افسوس آپ نے ناحق میرے وقت کا خون کیا اور اصل بات سے گریز کی اب بندہ آپ سے اپنے سوال کے جواب کی کوئی امید نہیں رکھتا اور بموجب فرمان نبوی من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ اس سلسلہ بحث کو ختم کرتا ہوں اور آپ کے استخفاف اور استحقار کے الفاظ کی نسبت جزاک اللہ کہہ دیتا ہوں۔

(**فٹ نوٹ**) اپنا عقیدہ آپ لاکھ بار بیان کریں وہ بوڑھے بازی گر کی طرح یہی کہیں گے افسوس کسر رہ گئی کسر رہ گئی۔ اور ان کی یہہ بچپن کی بگڑی ہوئی عادت ہے۔ پہلے کب اُنہوں نے کسی بحث کو ختم کیا ہے جو اب کریں گے۔ آپ ان کو خدا ہی کے سپرد کریں۔ حق کو چھپانے والوں کی پردہ دری وہی خوب کرتا ہے۔ اور شیخ بٹالوی کے استحقار سے کیا ہوتا ہے حقارت اور لعنت وہی ہے جو آسمان سے برستی ہے۔ اور مشاہدہ بتلا رہا ہے کہ کون خفیف اور ذلیل ہو رہا ہے انی مہین من اراد اہانتک کی تخت میں کون آیا ہوا ہے۔ (ایڈیٹر)

کوئی امر تشریح طلب قابل جواب تو باقی نہیں رہا۔ اور اگر ہو تو آئندہ چل کر آپ کی تسلی ہو جاوے گی۔ ایڈیٹر

محمد حسین) آپ نے اپنا اعتقاد آنیوالے مسیح کی نسبت کہ وہ کون ہے بظاہر نہ فرمایا اور آئندہ سلسلہ سوال و جواب کا قطع کر دیا۔ اب میں بھی آپ کو مخاطب نہیں کرتا۔ اور آپ کے سوال کے متعلق قرآن و حدیث سے جوابات ثابت ہیں وہ حاضرین و سامعین کے سامنے پیش کرتا ہوں ان سامعین کے ساتھ آپ بھی چاہیں تو سنیں نہ چاہیں تو اختیار ہے۔ مگر سننے کی حالت میں آپ کو لینے کا اختیار نہ ہوگا بلکہ آپ میرے سوال کا جواب صاف الفاظ میں دینگے کہ آنیوالے مسیح آپ کے اعتقاد میں کون ہیں؟ -

(ہمٹ نوٹ) شاباش شاباش۔ یہہ تیری تان نہ ٹوٹنی تھی نہ ٹوٹی۔ تعجب ہے کہ اب تک تو حاضرین اور سامعین کو جو اس امر کے مشتاق تھے کہ آپ مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب کے سوال کا جواب دیں آپ نے کچھ سنایا اور اب قرآن و حدیث سے سنانے کا دعوے کرتے ہیں اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ مولوی صاحب ممدوح خاموش رہیں۔ قابلیت اور انصاف پسندی یہی ہے اگر آپ کے دلائل میں کچھ زور اور قوت ہے تو تحریری طور پر مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں پیش کی ہوتیں۔ آپ کی کمزوری تو اس سے بھی پائی جاتی ہے کہ آپ مولوی صاحب کا منہ بند کر کے کچھ بولنا چاہتے ہیں بصورت ثانی نہیں کیونکہ اندر ہی اندر مولوی ابو یوسف صاحب کی زبردست تقریر کا آپ کو اندیشہ لگا ہوا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ بخیئے ادھیڑ دے۔ خیر فتح گڑھ والوں کو بھی آپ کی علمیت کا راز معلوم ہو گیا مبارک ہو۔ ایڈیٹر

اس کے بعد مولوی ابو یوسف نے فرمایا کہ میں نہایت اشتیاق سے بیٹھا ہوا آپ کی تقریر خاموش رہ کر سنوں گا بشرطیکہ آپ میری تقریر جو میں آپ کی بعد کرونگا اُسی طرح خاموشی کے ساتھ سنیں جس کا جواب شیخ بطال نے صاف طور پر دیا کہ نہیں ایسا نہیں ہوگا جس سے اُن کی کمزوری ثابت ہوتی ہے۔ غرض یہہ کہ شیخ صاحب ذلت اور شرمساری کے ساتھ بشرطیکہ وہ محسوس کریں۔ اس اتفاقی مباحثہ سے حسب معمول دم دبا کر بھاگ گئے مگر اُن کے لئے یہہ معمولی بات ہے۔ ایڈیٹر

تقریر مولانا مولوی نور الدین صاحب بتقریب جلسہ انجمن ہمدرد اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخویم مکرم سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ تقریر ذیل اگرچہ جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب نے انجمن ہمدرد اسلام قادیان دار الامن و الامان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو سنائی ہے مگر میرے خیال میں اعلےٰ و ادنےٰ ہر طبقہ کے لوگوں میں سے ہر ایک قسم کے لوگ اپنی اپنی استعداد کے لحاظ سے اس پر معارف تقریر سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یہہ پاک الفاظ جو اس خدا کے برگزیدہ بندے کے مُنہ سے نکلے اور ایک دنیا کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں ان کو چند ہی کانوں تک محدود رکھ کر اور ان کی ناقدری کر کے ہوا میں اڑا دیا جاوے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کے خوان کی جو اس نے محض اپنے فضل سے بغیر کسی محنت اور کوشش کے عنایت فرمایا ہے قدر کریں اور اس کو اپنے سر آنکھوں پر لے کر اس کی قدر کا حق ادا کریں۔ اور اس کے دیئے میں سے اس کے حکم کی فرمانبرداری کے لئے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ **مما رزقنٰھم ینفقون**۔ کمر بستہ ہو کر اس کو اس طرح خرچ کریں کہ ان پاک الفاظ کو ہوا کے گھوڑے سے اتار کر کاغذ کے گھوڑے پر سوار کر دیں۔ اس طرح یہ الفاظ محفوظ ہو کر وقتاً فوقتاً خلق اللہ کو فائدہ دے سکیں گے لہٰذا میں نے مذکورہ بالا غرض کے پورا کرنے کے لئے اس تقریر کو اکٹھا کر کے آپ کی خدمت میں ارسال کیا ہے کہ آپ براہ مہربانی اس کو اپنے اخبار کے کسی کونے میں گوشہ گزین بنا دیں۔ عین مہربانی ہوگی خدا آپ کو جزا خیر دیوے۔ اور ان الفاظ کو مخلوق کی ہدایت کا موجب بنا دے۔ آمین ثم آمین

راقم عاجز عبد الرحمٰن قادیانی سکرٹری انجمن ہمدرد اسلام قادیان۔

وھوھذا

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ - اما بعد - بچو تم جانتے ہو کہ میں نے یہ کیا پڑھا ہے۔ یہہ وہ پاک کلمہ ہے جو اسلام کی شروع میں ہی پڑھایا جاتا ہے جانتے ہو کہ **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کا کیا مطلب ہے۔ یہی کہ کوئی اللہ جامع جمیع صفات کاملہ اور ہر بدی سے منزہ کے سوائے سچی فرمانبرداری کے لائق نہیں اور اُس کی فرمانبرداری کے سکھلانے والے محمد مصطفٰے احمد مجتبےٰ دنیا میں یہ وہ شخص آئے ہیں جن کی نظیر اولین و آخرین میں نہیں پائی جاتی۔ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے اور اُسی کی فرمانبرداری کی راہیں سکھاتے ہیں اور اُن ہمارے احکام کے مجموعے کو جو آپ اللہ تعالےٰ کی طرف سے لائے ہیں قرآن شریف کہتے ہیں پس معلوم ہوا کہ جس وقت سے انسان **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھتا ہے اُسی وقت سے اُس پر فرض ہو جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی سچی فرمانبرداری نہ کرے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے محمد رسول اللہ اور قرآن شریف سے مشورہ لیوے۔ اور اپنی ساری ضرورتوں اور حاجتوں کا پورا کرنے والا اُنہی کو جان کر ہر حال میں اُنہی سے استمداد چاہے۔ کیونکہ وہ خدا جس نے محمد کو رسول اور اپنے احکام کا مجموعہ قرآن شریف اُسے دیکر دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے وہ بڑی قدرت اقتدار اور جبروت کا مالک ہے۔ وہی ہوا پانی اور ساری اُن چیزوں کا جن سے تم وقتاً فوقتاً اپنی ضروریات پوری کرتے ہو خالق ہے۔ اُسی نے تم کو آنکھ دی کہ تم دنیا کی عجائبات قدرت کو دیکھو کان دیئے کہ سنو ان کے سوا سارے اعضا جن سے تم مختلف قسم کے فائدے حاصل کرتے ہو اُسی کی عنایت ہیں۔ اب ذرا اُس کے عطیات اور انعامات پر غور کر کے فکر تو کرو کہ وہ کیسا طاقتور اور کیسا عظیم الشان بادشاہ ہے جس کو **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کے اقرار کرنے والا انسان مانتا ہے اور درحقیقت انسان کو ضرورت بھی ایسے ہی خدا کی ہے جو اسکی ساری حاجتوں

اور ضرورتوں کو جو اُسے پیدا ہوتے بلکہ نطفہ ہونے کی حالت سے اس دنیا سے قطع تعلق کرنے تک اور اس کے بعد اس لاانتہا زمانے میں ہوتی ہیں پورا کر سکے۔ ورنہ ایسے خدا کے سوا انسان کا دنیا میں رہنا ممکن ہی نہیں اور نہ آخرت میں اس کے سوا چارہ ہے۔ ایسا خدا اقا دیعنی مطلق رب رحمٰن رحیم اور مالک یوم الدین ہو سوائے اسلامی تعلیم کے اور کہیں نہیں مل سکتا۔ وہ وہی خدا ہے جسکا بیان

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

میں ہے۔ جب ہمیں اس خدا کی ضرورت تھی اور جو ہماری ربوبیت کر سکتا ہے ملگیا تو ہم کو چاہئے کہ جسطرح وہ فرماتا ہے اُس کے مطابق عملدرآمد کریں تاکہ اس کی فرمانبرداری سے ایسے عظیم الشان بادشاہ کی مہربانیوں کے مورد بنیں جو اس دنیا کے بادشاہوں سے اعلےٰ اور بے تشبیہ ہے۔ اور ہر ایک امر میں اُس کی کلام پاک اور اس کے رسول سے مشورہ لیں کیونکہ وہی ایک ہے جو ہماری بچپن بڑھاپے اور اس دنیا کے بعد کی ضرورتوں کو جانتا اور پورا کر سکتا ہے۔

اس موجودہ حالت میں تمہیں کس مشورہ کی ضرورت ہے۔ یہ تمہاری بچپن کی عمر ہے تو اس کے مناسب حال مشورے ہی کی ضرورت ہے اس لئے میں تم کو ایک بچے ہی کا قصہ جو قرآن شریف نے بیان فرمایا ہے سُنا دیتا ہوں۔ اور وہ اس طرح پر ہے کہ ایک بچہ یوسف نام جس کے گیارہ اور بھائی تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑے مضبوط زبردست تھے کیونکہ جب اُنہوں نے اسکو اپنے باپ سے باہر لے جانے کے لئے مانگا تو اُن کے باپ نے اُس بچے کی کمزوری اور ناتوانی پر رحم کر کے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اسکو بھیڑیا نہ کھا جاوے۔ دوسرے بھائیوں کا خطرہ نہیں کیا کہ اُن کو بھی بھیڑیا کھا جاوے گا کیونکہ وہ مضبوط اور ہوشیار تھے اور اُن کا جواب **ونحن عصبۃ** جس کا ترجمہ ہے کہ ہم ایک مضبوط جماعت ہیں بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ خیر قصے سے مطلب نہیں اُنہوں نے جوں توں کر کے اُس کو باپ سے جدا کر کے جنگل میں جا کر کسی اندھے کنوئیں میں گرا دیا (سوچو خیال رکھو وہ بھی تمہارے جیسا ہی بچہ ہی تھا اُس کا معاملہ سُناتا ہوں) خدا نے جس ۔۔ ۔۔نت میں چاہا۔ اُسے کنوئیں میں رکھا۔ کچھ عرصے کے بعد ایک قافلہ وہاں

آیا قافلہ والوں نے یوسف کو کوئیں سے نکال کر اپنے ساتھ لیا اور دور دراز ملک مصر میں جا کر اُسے کسی امیر کے ہاں تھوڑی سی قیمت کے بدلے میں فروخت کر دیا۔ اور اس کی ذرا بھی پروا نہ کی۔ اب جانتے ہو کہ وہ چھوٹی سی عمر میں جس میں شاید کوئی اور بچہ ذراسی دیر بھی ماں سے جدا ہونا گوارا نہیں کرتا پیارے ماں باپ سے بڑی بے رحمی سے توڑ کر الگ کر دیا گیا۔ ملک سے بے ملک کیا گیا۔ زبان وہاں کی بالکل سمجھ نہیں سکتا۔ گویا اُس کے واسطے سارے لوگ حیوان ہی ہوں گے اور وہ ایسی جگہ ہے کہ بظاہر کوئی حامی و مددگار و تسلی دہ اور غمگسار نہیں ہے۔ وہاں بھیجا گیا۔

سوچو۔ غور کرو۔ گو اسکو ایک طرف بڑی بڑی تکلیفوں کا مقابلہ تھا۔ حیرانی۔ پریشانی اور بے کسی کا سامنا تھا۔ مگر دوسری طرف اندر ہی اندر ایک آواز دینے والے نے اُس عین کنوئیں کی مصیبت کے وقت بھی بڑی سریلی آواز اور دل کے اندوہ کو دور کرنے والی کلام سے اور دل کو باغ باغ کرنے والی آواز سے خوش کیا۔ جیسے کلام مجید میں فرمایا ہے۔ **و اوحینا الیہ لتنبئنھم بامرھم ھذا وھم لا یشعرون** جس سے خواہ بظاہر لوگوں کی نظر میں کیسی اشد سے اشد تکلیف ہو تکلیف معلوم نہیں ہوتی۔ اُس کے بعد اُس امیر کے دل میں جس نے اُسے خرید کیا تھا اور وہ اُنہیں غلام بنا کر رکھ سکتا تھا اُس کے دل میں محبت ڈال دی محبت بھی ایسی محبت کہ اُس کے بجائے اس کے کہ اُسے غلام بناوے گھر کا مالک بنا دیا۔ اور ہر طرح کے آرام راحت۔ آسائش اور خوشی وہاں اُنہیں ملی۔ یہاں تک کہ ایک وقت وہ ایک قسم کا بادشاہ ہی بنگیا بہت سے ملکی اختیارات اُس کو مل گئے۔ وہی بھائی معافی کے خواستگار ہوئے جن کو ایک وقت میں جب وہ کوئیں میں گرانے لگے ہونگے وہ کہتا ہوگا کہ مجھے کنوئیں میں نہ گراؤ۔ اب وہی فرمانبرداری کے لئے کمربستہ ہیں بھلا کیا وجہ ہے کہ بظاہر اسباب تو اسی کے مقتضی تھے کہ وہ ذلیل و خوار ہووے لوگوں کا ماتحت اور غلام بنے۔ دربدر پھرے۔ بھوکا مرے۔ مگر وہ

بر عکس اس کے ہر جگہ ذلت سے بچا۔ بلکہ اُس کے مخالف آخر اُس کے سامنے ذلت سے آئے لوگ اُس کے ماتحت بنے وہ کسی کی ماتحتی میں نہ آیا۔ بلکہ یہاں تک ترقی کی کہ گویا بادشاہی کے درجے تک نوبت پہنچی جانتے ہو اس کی کیا وجہ ہے۔ میں بتا دیتا ہوں لڑکو تم جانتے ہو کہ جس لڑکے پر اسکا اُستاد خوش ہو۔ اُسے وہ اُستاد کیسا پیار کرتا ہے۔ محبت سے سبق دیتا ہے اُسے انعامات دیتا ہے۔ کوئی لڑکا اُسے مار نہیں سکتا کیونکہ اگر کوئی اُسے مارنے یا لڑنے کا ارادہ کرے اُستاد اُسے روک دیتا بلکہ الٹی اس لڑکے کو سزا دیتا ہے اس کی کیا وجہ ہے کہ اُستاد اُس لڑکے سے پیار کرتا ہے انعام دیتا ہے اور اگر کوئی اُسے مارنے لگے۔ تو اسکو سزا دیتا ہے اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ وہ لڑکا اپنے اُستاد کا حکم مانتا سبق یاد کر کے اُسے خوش کر دیتا ہے اس طرح پر وہ آرام میں رہتا ہے اور دوسرے لڑکوں میں اور اس میں بھی فرق اور تمیز ہوتی ہے۔ پس اب ذرا سوچو کہ جب ایک چھوٹے سے اُستاد یا حاکم کو خوش کر کے آدمی خوش رہ سکتا ہے تو کیا اُس اُستادوں کے اُستاد اور حاکموں کے حاکم کو یعنی اللہ کو جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے خوش کر کے کوئی ذلیل اور خوار ہو سکتا یا کوئی اور اسے ذلیل یا خوار کر سکتا ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ وہ بڑی آرام و آسایش میں رہتا ہے۔ اللہ اُسے دوسرے لوگوں سے اچھی طرح پر محبت سے رکھتا ہے اور اُس کی ساری مرادیں پوری کرتا ہے

اس چھوٹے بچے نے بھی جسکا نام یوسف تھا اپنے اللہ کو خوش کر لیا تھا وہ وہی کام کیا کرتا تھا جو اُس کے مولا کو پسند ہوتے تھے۔ وہ چوری۔ جھوٹ چغلی۔ غیبت۔ حرص۔ طمع۔ سستی۔ بزدلی اور شہوات نفسانی سے۔ اور اور جتنی بُری عادات خدا کو ناراض کرنے والی ہیں سب سے بچتا تھا۔ دیکھو یوسف ع کو اُسی عورت نے جس کے گھر میں وہ رہتا اور پرورش پاتا تھا حرام کاری کے لئے کہا تو اُس نے ذرا بھی خوف یا طمع نہ کی۔ خدا کا خوف کیا محسن (محسن کے معنے بتا دیں گے) بنگیا اور کہہ دیا تو یہ تو معاذ اللہ کی پناہ ایسا کام ہرگز ہرگز نہیں کروں گا۔ اللہ نے تو مجھے ایک بڑی عمدہ جگہ دی ہے وہ ایسی حالت ہے کہ اُس کے مقابلہ میں ایسی گندی خوشیاں ہیچ اور نا کارہ ہیں

اور اس حرام کاری کے کام سے باز رہا۔ ایسا نہ ہو کہ خدا ناراض ہو جاوے۔ اسی طرح وہ ہر ایک کام میں اس بات کا خیال رکھتا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ خدا ناراض ہو جاوے غرض جب اس نے خدا کو ناراض نہ کیا۔ اور جس طرح یوسف نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اللہ تعالیٰ نے بھی یوسف کو خوش کر دیا۔ اور اسے ملک میں بڑی طاقت عنایت فرمائی کیونکہ وہ بڑا نیک کردار اور محسن تھا۔ اور فرمایا۔ کہ ہم سارے لوگوں کو جو ایسے کام کرتے ہیں ایسا ہی آرام اور انعام دیا کرتے ہیں محسن کے معنے یہ ہیں کہ ہر وقت اللہ کو حاضر ناظر جان لے۔ جب کوئی کام کرے دل میں دھیان ہو کہ اللہ دیکھتا ہے + بچو خدا نے اس کی بڑی قدر کی اور اس کو بڑی عزت دی یہاں تک کہ اپنی پاک کتاب میں اس کے قصے کو احسن القصص بیان فرمایا ہے۔ بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا مرتبہ ہوگا کہ الٰہی دفتر میں مخلصوں سچوں۔ نیکوں میں اس کا نام درج ہو گیا۔

تم بھی اگر چاہتے ہو کہ اس جیسے بنجاؤ۔ خدا تم سے پیاری پیاری باتیں کرے۔ اور تم کو سچی کامیابیاں عنایت فرمائے۔ تم دنیا و آخرت میں سچی خوشی پاؤ تو تم کو بھی چاہئے کہ یوسف ہو سکے پاؤں پر پاؤں رکھو تا تم ویسی ہی کامیابی حاصل کرو۔ اس کے قصے کو آنکھوں کے سامنے رکھ کر کس طرح وہ ماں باپ سے الگ اور ملک سے بدر کیا گیا تھا اس کا کوئی حامی و مددگار نہ تھا اپنے دل سے ان چھوٹے خیالوں کو دور کر دو کہ ہم کیا کر سکتے ہیں کیونکہ کسی کا باپ نہیں کسی کی ماں نہیں۔ کسی کا کوئی تربیت کرنیوالا نہیں پیارو یہ خیال محض غلط ہیں کہ ماں باپ نہیں۔ اخراجات کی مشکلات ہیں تربیت کرنیوالا کوئی نہیں بھلا اس بچے کا کون متولی تھا۔ اس کی تربیت کون کرتا تھا۔ اس غریب الوطنی کی حالت میں اس کے ماں باپ کوئی پاس تھے۔ نہیں تو پھر کیا وجہ کہ اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔ یہی کہ نیک تھا اور خدا کو ناراض نہیں کرتا تھا۔ تم بھی اگر بڑی اقتدار اور عزت حاصل کرنا چاہتے ہو تو آؤ تم کو چند ایک ضروری باتیں بتائیں

پہلی بات جو تم کو کرنی چاہئے وہ یہی ہے کہ شریر اور شہوانی لڑکوں سے دور رہا کرو۔ ان کی صحبت سے ہر وقت پرہیز کرو۔ بچو شریر لڑکے چھوٹے چھوٹے بچوں کو پھسلاتے اور برباد کرتے ہیں۔ ان کی ہر طرح کی بدیوں سے پرہیز کرو۔ ایسے لڑکوں کے دماغ اور آنکھیں بالکل کمزور ہو جاتی ہیں کوئی محنت کا کام نہیں کر سکتے۔ ان کی ساری عمر سخت تکلیف سے گذرتی ہے اور ان کو اس بدی کی سزا اسی دنیا میں آخرت کے بعض نمونے کے سے ملنی شروع ہو جاتی ہے۔ تم ایسے شریر کے لڑکوں سے بچنا یہ تو عام لڑکوں میں بُری عادت ہوتی ہے۔ اور ان کے اس کام کا بُرا اثر قریباً ان کی اپنی جان تک ہی محدود ہوتا ہے مگر بعض اور جوان ہی شرارت کے میدان میں بڑھ کر قدم رکھنے والے ہوتے ہیں وہ کئی طرح سے چھوٹے چھوٹے بچوں کو ضائع کرتے ہیں۔ کبھی ان سے بُری بُری باتیں کرتے ہیں کبھی خود ان کے سامنے ننگے ہو جاتے کبھی ان کو ننگے کرتے ہیں۔ کبھی اپنی پیشاب گاہ ان کے ہاتھ میں پکڑاتے اور طرح طرح کی ناقابل ذکر بدمعاشیاں کرتے ہیں۔ غرض ایک تو شریر اور بدمعاش لڑکوں کی صحبت بد سے بچو کیونکہ ایسی صحبت زہر قاتل کی طرح اندر ہی اندر اپنا اثر کرجاتی ہے جس سے بچنا مشکل و محال ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو۔ بعض وقت ایسے شریر النفس استاد بھی مل جاتے ہیں ان کا قطعاً خوف مت کرو۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو ان کی رضامندی سے مقدم سمجھو۔

اس کے بعد بہت بانکپن سے بھی بچنا چاہئے کیونکہ بانکے ہو کر وہ پوشاک وہ وضع قطع وہ ڈھال چال ان کو بڑا سست بنا دیتی ہے کام کرنا تو ان کی شان کو دھبا لگاتا ہے جب کام نہ کیا پھر لباس پوشاک خوراک وغیرہ بغیر روپے کے کہاں سے آسکتی ہے تو ایسی ہی جب گھر سے ان کو روپیہ نہیں ملتا تو انکو بڑی بڑی بدمعاشیوں اور شرارتوں سے کام لینا پڑتا ہے اکثر چوری کرتے چوری کرواتے ہیں تو چوری ایک ایسی بُری عادت ہے کہ اس کی چاٹ چھوٹنی محال ہوتی ہے۔ تم نے سنا ہوگا کہ اکثر چوروں کی ساری زندگی اسی میں گذر جاتی ہے کہ چوری کی سزا دیئے گئے [illegible] گذر گئی۔ تو پھر [illegible] چوری کی [illegible] کو چلے گئے غرض [illegible] قید خانہ [illegible] میں ہی گذر جاتی ہے۔ مگر وہ عادت کسی سزا وغیرہ سے چھوٹ نہیں سکتی۔ دیکھ لو الٰہی شریعت نے چور کے ہاتھ تک کاٹنے کا حکم فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ بانکے لوگوں کو کنجروں کا پیشہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ سوائے اسکے ان کا گذارہ ہی نہیں ہو سکتا۔ اب تم جانتے ہو کہ کنجروں کا دینی یا دنیوی امور ہر دو میں کیا حال ہے +

دیکھ لو اگرچہ میں آج جمعہ ہے حکم بھی ہے کہ دھلے ہوئے کپڑے پہنو یا جبہ پہنو۔ اور مجھے استطاعت بھی اللہ کے فضل سے ہے مگر میں نے دیکھ لو معمولی کورے لٹھے کا پاجامہ پہنا ہوا ہے۔ غرض تم کو چاہئے کہ بانکپن سے بچو اور ضرور بچو۔ یاد رکھو کہ ادنے ادنے برائیوں سے اعلے درجے کی شرارتوں تک انسان پہنچتا ہے بازار کی مٹھائی کا استعمال جہاں تک ہو سکے نہایت ہی کم کرو۔ کیونکہ یہ بھی ایک بُری عادت ہے۔ اور اسکا چھوٹنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ یہ بھی روپیہ چاہتی ہے تو پھر روپیہ حاصل کرنے کے سارے بُرے وسیلے اس میں بھی استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ اس سے بھی بُرے بُرے خطرناک نتائج کا خوف ہوتا ہے اور بازار کی مٹھائی کھانے کی عادت بچوں کے لئے زہر قاتل کا اثر رکھتی ہے۔

ان کے سوائے ہر ایک قسم کی بد صحبت سے بچو سستی۔ بزدلی۔ کم ہمتی کو اپنے دل میں جگہ نہ دو۔ ایک قسم کے فساد اور لڑائی جھگڑوں سے بچو۔

اور اس کے **مقابل پر** نیک صحبت جو ہر ایک نیکی کی جڑ ہے اختیار کرو۔ کیونکہ قرآن شریف فرماتا ہے کہ **اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین**
یعنی تقوے اختیار کرو اور وہ اس طرح پر حاصل ہو سکتا ہے کہ صادق راستباز اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔ قرآن شریف عمل کی غرض سے خواہ ایک دو آیت ہی کیوں نہ ہوں عمل کی غرض سے پڑھا سنا کرو۔ پانچوں نمازوں کو باجماعت عمدہ طور پر ادا کیا کرو۔ آپس میں اتفاق سے رہو۔ لڑائی جھگڑا مت کرو۔ تھوڑی تھوڑی باتوں میں اختلاف کر کے اس انجمن سے الگ نہ ہو جایا کرو۔ دعائیں کیا کرو اس کم ہمتی کو دل میں نہ آنے دو کہ ہم کیا کر سکتے ہیں چھوٹے ہیں اور کل بارہ لڑکے ہیں۔ تم ابھی سن چکے ہو کہ اس بچے یوسف نامی کو ماں باپ سے الگ

گھر بار سے جدا کر دیا گیا تھا چھوٹی سی عمر تھی اور اسمیں لطیفہ تھا کہ تم میں سے تو ہر ایک کے گیارہ معین و مددگار ہیں۔ اُس بیچارے کے گیارہ بھائی جانی دشمن تھے۔ تو دیکھو اُس نے اپنے خدا کو راضی کر کے کیا مرتبہ حاصل کیا اور کس کامیابی کو پہنچا اللہ فرماتا ہے **انا مکنا له فی الارض**۔ یعنے ہم نے اس کو زمین میں بڑی طاقت عنایت فرمائی تھی۔ نام ایسا عزت سے اب بھی لیا جاتا ہے کہ جو بولتا ہے وہی یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کرکے بولتا ہے۔ غرض خدا کے دربار سے ناامید نہ ہو جیو۔ اس کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش سے جس طرح یوسف علیہ السلام نے کامیابیاں حاصل کیں تم بھی اپنی اس انجمن کو ترقی دو اور خدا تعالےٰ سے ایک محبت کا رشتہ بنالو۔ تا وہ تم کو اور لڑکوں سے تمیز کر کے رکھ لے اور تم اُس کی نظر میں پیارے ہو جاؤ۔

قربان جائیے اس کتاب کے کہ انسان کی ساری ضرورتوں کو جو اُسے موقع بموقع بچپن سے بڑاپے تک اور مرنے تک پڑتی ہیں ان سب کو ہی پورا کرتی ہے۔ دیکھو آج تم بچوں کے سامنے کچھ بیان کی ضرورت تھی اور نمونہ بھی دکھانا تھا جس کو مدنظر رکھ کر کام کرو تو کس طرح اُس ذی سیر دل میں مناسب موقع اُس بچے کا حال ڈال دیا۔ اسی پر کفایت نہیں کرو ابھی سن لو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام تم جانتے ہو کہ ایک بڑے عظیم الشان خدا کے پیارے نبی گذرے ہیں۔ اُن کو خواب میں دکھایا گیا کہ گویا وہ اپنے بیٹے اسمٰعیل کو ذبح کرتے ہیں اس وقت اس بچے کی عمر معلوم ہوتا ہے کہ قریباً تیرہ ۱۳ برس کی تھی۔ حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے کو کہا کہ بیٹے میں نے دیکھا ہے کہ تم کو ذبح کرتا ہوں بیٹے کی فرمانبرداری دیکھو کہ کوئی عذر نہیں کیا بلکہ کہدیا کہ **یا ابت افعل ما تؤمر۔ ستجدنی انشاء الله من الصابرین** ۔ اے باپ جو آپ کو حکم ہوا ہے اُسے بجالائیے انشاء اللہ تعالیٰ مجھے آپ صابر پاویں گے۔ اس وعدہ پر پکا رہوں گا۔

اب ذرا دیکھو اللہ تعالیٰ نے اُس فرمانبر بچے کو جس نے اپنے آپکو حکم الٰہی سے ذبح کو دیا ذبح کروا ہی لیا کیا کیا اجر دیئے۔ وہ لڑکا جس نے رضاء الٰہی کے لئے مرنے سے پہلے مرنا اختیار کیا خدا نے اُسے کیسا زندہ کیا کہ قیامت تک بادشاہ لوگ اپنے آپ کو اس کی اولاد میں سے ہونے کا فخر کرتے رہیں گے۔ اس کی اولاد کے بچے بھی سید یعنے سردار کہلاتے ہیں۔ خدا نے اسکا نام صادق الوعد رکھ دیا۔ کیا یہ کوئی چھوٹے بدلے ہیں۔ نہیں نہیں یہ بڑی بات ہے جو ہر ایک کے نصیب نہیں ہوتی۔ سرور کائنات بھی انہی کی اولاد میں سے ہیں۔ کیا یہ کوئی تھوڑی بات ہے؟ مگر کیا وجہ۔ وہی کہ اُس نے خدا کو ناراض نہ کرنا چاہا۔ اس کی رضا کے لئے مرنے سے پہلے مرنا اختیار کیا۔ خدا عملوں کو دیکھتا ہے ظاہر شان و شوکت پر ہی یہ انعامات منحصر نہیں جسکو چاہے چن لیوے +

ایک اور یتیم بچے کا حال بھی سن لو۔ اُس بچے کا نام محمد تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم وہی ہمارا سید و مولیٰ وہی ہمارا پیارا آقا اور شفیع۔ اُن کے والد ماجد جب وہ ماں کے پیٹ میں تھے۔ اور والدہ بزرگوارہ ۲½ سال کا بچہ چھوڑ کر اس جہان سے کوچ کر گئے تھے۔ کون تھا جس کے ہاتھ سے پرورش ہوتی۔ تم سوچو اُس بچے کا کیا حال ہوتا ہے جس کے والدین اسے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاویں۔ مگر پھر اس یتیم بچے کی کامیابیاں دیکھو کہ کیا اس سے پہلے دنیا میں کوئی آج تک کامیاب ہوا۔ نہیں ہرگز نہیں ویسا کامیاب نہ کوئی ہوا اور نہ ہوگا۔ اسکا باعث بھی یہی تھا کہ اُس نے مخلوق کی پرواہ نہ کر کے خدا سے تعلق پیدا کر لیا تھا۔ اور اُس کے ساتھ دوستی لگالی تھی۔ اور ساری کامیابی کہ آج دنیا میں کروڑوں آدمی کے قریب ہردم اس پر درود پڑھے اور **اللهم صل علی محمد** کے نعرے اُڑ رہے ہیں۔ صرف اسی دوستی کا نتیجہ ہے۔ جو اُس خدا کے پیارے نے خدا سے کی تھی +

تم کو ان کے بچپن کا ایک حال سناتا ہوں کہ مکہ میں اُن دنوں میں ایک بڑی انجمن تھی جس میں چالیس سال کے کم عمر کے لوگ شریک نہیں ہو سکتے تھے۔ اس انجمن کو ندوہ کہتے تھے اور ان لوگوں نے ان بچوں کو فضول سمجھ رکھا تھا۔ تو رسول اللہ ایسی انجمن میں شریک ہوئے۔ جو کم عمر لوگوں سے بنی تھی اس انجمن کا ایک کام یہ تھا کہ کوئی مسافر وہاں آگیا ہو اور کسی مصیبت باعث اُس کے پاس واپس جانے کا خرچ نہ رہا ہو تو اس کی مدد کرنا۔ اور اور غربا مساکین کی مدد کرنا۔ اور ایسی قسم کے مظلوموں کی امداد کرنا جنکے ننگ و ناموس پر کسی نے حملہ کیا ہو وغیرہ وغیرہ۔ غرض اپنی نیک نیتی کے باعث سے اُنہوں نے اس میں بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔ اسی طرح اب تمہاری انجمن بھی اس کے مشابہ ہے۔ تم بھی نیک نیتی خدا ترسی اور اتفاق اور دُعا سے کام لو تا کہ کامیاب بنجاؤ۔

جانتے ہو کہ میں نے تم کو کیا کچھ کہا ہے اچھا پھر خلاصہ کے طور پر بیان کر دیتا ہوں۔ **لا اله الا الله محمد رسول الله** پر پورا ایمان رکھو کہ اللہ کے سوا کسی کی سچی فرمانبرداری نہ کرو۔ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ کسی کو اپنے ضرر یا نفع پہنچانے والا سوا سے خدا کے نہ مانو۔ کسی کو سوائے اللہ کے قاضی الحاجات اور دعاؤں کے سننے والا نہ گردانو۔ بہرحال عسر و یسر میں اُسی کی طرف جھکو۔ اور محمد کو اُس کا بھیجا ہوا اور اس کی کتاب کا معلم جانو +

بعض کام ہیں جن سے بچتے رہو اور بعض ہیں جن کو ہمیشہ کرتے رہو۔ مثلاً (نہ کرنے والے) بُرے نفس پرست۔ شہوانی لوگوں کی صحبت سے حرص۔ چوری۔ بانکپن۔ غیبت۔ چغلیاں۔ دوسروں کے حقوق کو تلف کرنے والے۔ اور ہر ایک قسم کے بدکار شریر لوگوں کی صحبت سے ہمیشہ پرہیز کرتے اور بچتے رہو سُستی نہ کرو۔ لڑائی جھگڑوں سے بچو۔ بازار کی مٹھائیوں کا استعمال نہ کرو۔ خودروی اختیار نہ کرو اور ان سب سے بڑھ چڑھ کر خدا سے جنگ نہ کرو۔

اور کرنے کے کام ۔ نیک صحبت اختیار کرو ہر ایک قسم کی بُری عادتوں کو چھوڑ دو۔ سادگی اختیار کرو۔ حق اللہ اور حق العباد کا خیال رکھو۔ قرآن شریف عمل کی غرض سے پڑھو یا سنو۔ نماز باجماعت پڑھو محنت کے عادی بنو ہمت اور بلند حوصلگی اختیار کرو دلیری کرو۔ دعائیں مانگو۔ اللہ پر بھروسہ رکھو۔ نیک

نمونہ بننے کی کوشش کرو۔ خدا کو کامیاب کرنیوالا ہونے پر یقین رکھو پھر استقلال اختیار کرو اور ان سب سے بڑھ چڑھ کر خدا سے صلح کرو +

دعا۔ خدا تعالیٰ مجھ کو اور تم سب کو میں نے جو باتیں کہی ہیں ان پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے اور ہم سب کو اپنی سچی فرمانبرداری کرنے کی توفیق دے اور اُسی سچی فرمانبرداری میں ہی سب کو اس دنیا سے اپنی طرف بلا لیوے اور ہماری آخری پکار یہی ہو **الحمد للہ رب العالمین۔ آمین ثم آمین۔**

سرمن (خطبہ)

نمبر

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم نمبر ۱۶ و ۱۷)

تو کیا یہ عظیم الشان کامیابی جو سرور کائنات کو حاصل ہوئی ہو سکتی تھی؟ مگر نہیں اس مقدس رسول نے اپنی کسی مصلحت کو مقدم ہی نہیں کیا بلکہ اپنی مصلحتوں کو کچل ڈالا اور اپنی خواہش کو مل کر خدا تعالیٰ کی منشا پر پتلی کی طرح چلنے لگے اور سنتے ہی سمعنا و اطعنا کہہ کر آمادہ ہو گئے اور پھر اس سے وہ کامیابی حاصل کی کہ دنیا میں قیامت تک کسی ایسے مظفر و منصور راستباز کا پتہ نہیں چلتا جیسا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ قیامت تک دو جہان کا شہنشاہ اگر کوئی کہلایا ہے تو وہ محمد الرسول اللہ ہی ہے۔ اور اور یہ بھی ضروری تھا کہ آپ کے پیرو بھی خدا اور آپ کی اطاعت کا اعلےٰ سے اعلےٰ نمونہ دنیا کو دکھاتے لہذا خدا نے سمعنا و اطعنا کہنے والوں کو چنا اور بتایا کہ ان کو اس سے پہلے کیا ملے۔ **الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت** کی قید لگانے سے صاف مطلب یہ ہے کہ اُن کا ایمان عملی رنگ والا یعنی شرح صدر والا اور پوری تسلیم والا ایمان ہوگا وہی لوگ رسول اللہ صلعم کے جانشین بن سکیں گے یا یوں کہو کہ رسول کریم کے بعد معاً بلا فصل جو گدی پر جلوس فرما ہوں گے وہ یقیناً ایمان اور اعمال صالحہ میں تمام صحابہ میں اکمل و افضل اور سرتاج ہوں گے۔ چنانچہ اس امام المطلبین افضل المسلمین کی اطاعت اور تسلیم پر نظر کرو۔ اُس خطرناک وقت میں جب مکہ کی سرزمین مجنونوں اور خونیوں کی طرح خدا کے نبی کو دیکھتی تھی۔ اور ہر طرف خطرہ تھا امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ابوبکر کے گھر میں آتے ہیں ابوبکر اپنی فراست صحیحہ سے اُس مقدس پیشانی کو دیکھ کر تاڑ گئے۔ اور اس سے پیشتر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ فرماویں۔ پوچھا کہ کیا اس وقت ہجرت کا حکم ہے؟ آپ فرماتے ہیں ہاں ابوبکر کے منہ سے کسی خوشی میں یہ الفاظ نکلتے ہیں کہ اے ایسے وقت میں جس کشایش دل اور سچی تسلیم سے اس قریش کی قوم کے نامی گرامی رئیس نے اپنے مقتدا کا ساتھ دینے پر آمادگی ظاہر کی ہے اور اپنے تجارتی منافع اور قومی تعلقات کا بالکل لحاظ نہیں کیا اور نہ یہ سوچا ہے کہ اس کے پس ماندوں پر آتش مزاج جھنجھلائے ہوئے ناکام عرب کیا خوفناک نزلہ گرے گا اس تسلیم اور شرح صدر اور اطاعت مرشد و مرسل کے کوئی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں پھر وہ سفر آسائش و راحت کا سفر نہیں محمل اور سندس کے اوپر قدم رکھ کر جانے والا سفر نہیں ریل نہ تھی بلکہ قدم قدم پر خوف لگ رہا ہے کہ اب پکڑے گئے اب حریف آ پہنچے۔ اور ادھر انعام کا اعلان ہو چکا ہے کہ جو سر کاٹ کر لا دے اوس کو بیش قرار انعام دیا جاوے ان خطرات کے درمیان وہ صدیق اکبر سنتے ہی بہت اچھا کہہ کر وہ ساتھ ہو لیا۔ یہ ایمان جو شرح صدر والا ایمان ہے جس کے اندر پوری تسلیم ہے یہ ایمان جس نے پہلا نمونہ مرشد کی تسلیم کا بتلایا ہے اس کا نتیجہ فلاح و فوز بتلایا ہے + اور پھر دیکھو کہ فلاح کیسی دی تکالیف دل اور جسم سے چھوڑا دیا۔ اور کیسے رسول اللہ کا وارث قیامت تک اسلام کی گدی پر سب سے پہلا جانشین ہوا۔

یہ شرف قرآن کریم کو ہے کہ جو تعلیم اور دعوے اس میں کیا جاتا ہے۔ وہ خیالی اور وہمی نہیں کہ اگر اس پر چلیں تو کیا ہو پہلے یہ دعوے کیا اور تعلیم دی کہ ایسا ایمان رکھنا چاہئے۔ پھر اس محتمل اعتراض کے دفع کے لئے کہ ممکن ہے کہ کوئی شخص دل میں ایسا خیال کرے کہ حکم سنتے ہی فوراً تعمیل کرنا کیا ضرور ہے ضرور ہے کہ اس وقت عقل سے بھی کام لیا جائے شائد کبھی مامور ایسا حکم دیدے جو سراسر تباہی اور بربادی لانے والا ہو اور ممکن ہے کہ کبھی وہ پولیٹکل معاملات کی ناواقفی سے بسبب اسکے کہ وہ ایک گاؤں کے کونوں میں گمنام رہنے والا شخص ہے اور دنیا کے نشیب و فراز سے واقف نہیں ہے کہ کوئی ایسا امر کرے جس کی تعمیل کا نتیجہ ہلاکت اور فضیحت ہو اس لئے اس امر کا ثبوت بھی دیا کہ اُن لوگوں کو دیکھو تو جنہوں نے بلا چون و چرا رسول کے امر کی اطاعت کی اور بالخصوص اُس صادق مرید اور دوربین کے امام کی حالت پر نگاہ کرو جس نے کیسے خطرناک گھڑی میں اپنے سید و مولا کی اطاعت کی اور اپنی عقل اور چون و چرا کو اس میں مطلق دخل نہ دیا تو وہ کیا ہلاک ہو گیا یا سلامتی کے بھوکوں کے لئے ایک نمونہ بن گیا غرض اللہ تعالیٰ نے اب بھی ایک سلسلہ پیدا کیا ہے۔ جو اُسی طرز پر فلاح اور فوز کی امیدیں دیتا ہے اب خدا چاہتا ہے کہ ویسی ہی جزائیں ملیں اور ویسے ثواب حاصل ہوں مگر کب امام کے حکم میں ہماری جان اپنی مصلحت نہ سوچے ہماری اُس میں تحقیقات نہ ہو کہ خدا جانے جوش نفس سے کہا ہے یا الہام سے۔ ہمارا علم و عقل کیا؟ اگر کچھ ہوتے تو مسیح موعود ہی کیوں نہ بنجاتے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی حکم ہے کہ جب امام الوقت حکم دیتا ہے خواہ اُس میں کیسا ہی ضرر جان نظر آوے سچے دل سے جان کا ایثار کرے۔ پھر خدا ویسا ہی درجہ دے گا جیسا ابوبکر کو دیا۔ یہ باتیں چترائی اور چالاکی سے نہیں بلکہ دل کی صفائی سے حاصل ہوتی ہیں ایسا ایمان شرح صدر کا مجھ کو اور میرے دوستوں کو اللہ تعالیٰ دے اور اس مبارک اور قبولیت کی گھڑی میں جو جمعہ کی گھڑی ہے دعا کرتا ہوں اور دنیا کے مقاصد سے ہٹ کر اپنے اور اپنے دوستوں کے لئے ایسا ایمان چاہتا ہوں جو صحابہ کرام کو حاصل تھا۔ کیونکہ اُس سے بڑھ کر دولت نہیں۔ خدا کرے کہ ہم اُس برگزیدہ جماعت سے ہوں جو **ھم المفلحون** کی مقدس جماعت ہے۔

(**نوٹ**) **آیت استخلاف** کے حقائق اور معارف دیکھنے کے لئے ہم اپنے ناظرین کو حضرت مولانا ممدوح کے رسالہ اثبات خلافت شیخین کے پڑھنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم چھپکر شائع ہوا +

لعل ذرہ یتیم سے بڑھ کر　　امنی ہے حق ارشد کے پسر　　ذرہ ہے کو نہ ہا دلد مصطفےٰ

اظہار بشارت

ناظرین کو طرز اشتہار اسناد بشارت سے کماحقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہار دہندہ طبیب ہیں۔ نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے۔ مرد میدان بنکر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں۔

شفاخانہ یونانی

شیخ نظام الدین حکیم

امرتسر

معیار صداقت

بالشرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ شرطیہ نہیں اقرار نامہ اسٹامپ لکھا یا جاتا ہے جسکو اس پرچہ کی تقلید ... دوا ... لکھواتے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچہ الگ ... صحت کی طالبو اولاد کی آرزو مند و ... بفضل خدا اولاد کی منادی کرا عام مبارکباد دی۔

اس خادم الاطبا کو ... سالہ طبیہ تجربات اور فقرا کاملین وسیاحین کی خدمت سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ ہونے ... اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا مگر ۵ خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کرا دیہ تو نہی ہوگی۔ مگر نمبر (۱) کم مقدور دوا سے صرف خرچ مندرجہ ہے۔ اور (۲) تو انگر عہدہ دار خرچ دو چند ست دوائیں لیجائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی ایک ماہ علاوہ خرچ دوا دے رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آوے بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جاتے ہیں (۴) شرطیہ تا ببدل خرچ دوا دے کا اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھ دے۔ بشرط پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) نہ تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے برضامندی طرفین امانت رکھ دیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں (۶) اسپر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھا ئیں۔ رقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرار داد قبول بفضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دے شرطیہ قرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی اگر علاج میں شک ہو تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دنیا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ مگر گھر اس لعل سے منور نہیں۔ وہ خانہ خراب ہے گنجینہ ۵ برباد ہے جس کا ثمر نہیں گم نام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ... و امرا حسب منشا رخود شرائط مندرجہ سے مستثنےٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	مے	۱۰	قولنج دوری	صہ	۱۹	لقوہ	لعہ	۲۸	نل اترنا	عمہ
۲	جسکے اولاد چھوٹی مرجاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عا	۲۹	طول و عرض و عمق کو زائد	صہ
۳	جسکے لڑکیاں ہی ہوں لڑکا نہ ہو	صہ	۱۲	سرعت	لعہ	۲۱	ناسور	عا	۳۰	خضاب سالانہ	عا
۴	جسکا حمل ۲-۳-۴ ماہ گر جاوے	صہ	۱۳	جریان	عا	۲۳	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عا
۵	کمزوری	عہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	عا
۶	مرگی	صہ	۱۵	گنٹھیا	لعہ	۲۴	ضیق النفس	عہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عا
۷	پت دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	لبھ	صہ	۳۴	تیجا۔ چوتھا۔ روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	لعہ	۲۶	آتشک	عہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	لعہ	۱۸	سبل	عا	۲۷	آتشک کل بدن	مے	۳۶	سرسام	عا

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرمون